ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

جمادی الاُخریٰ ۱۴۱۵ھ
دسمبر ۱۹۹۴ء

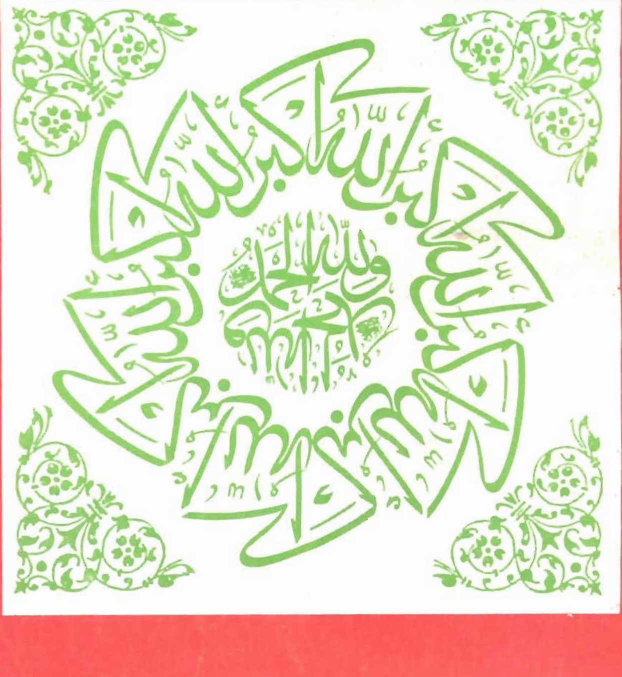

افکارِ احرار

سچوں کی جماعت

کارل مارکس برطانیہ میں اینگلز کے ہاں بھیک مانگتا رہا- سرمایہ دار کے ٹکڑوں پر پل کر سرمایہ داروں کے خلاف نظریہ ایجاد کیا- مگر وہاں آج تک انقلاب نہ آسکا- لیکن ۱۹۱۷ء میں روس میں انقلاب آگیا اور اس کے ماننے والے پیدا ہوئے- اب اس نظریے کے خلاف جہاں بھی کوئی کام کر رہا ہو وہ اس کو کسی بھی طریقہ سے صاف کر دیتے ہیں- کارل مارکس کو برا کہنے سے اس کے پیروکاروں کو تکلیف ہوتی ہے- سٹالن کو برا کہیں یا لینن کو تو ان کا دل دکھتا ہے اور وہ دوست جو اشتراکیت کو قبول کرتے ہیں اگر انہیں برا کہیں تو ان کی دل شکنی ہوتی ہے- ان کو ماننے والے ان پر اندھا اعتماد کرتے ہیں- سٹالن اور لینن نے اپنے ماننے والوں کو انکا مرید کہا- یہ پہلی جماعت ہے جس نے کارل مارکس کے نظریہ کو برپا کیا اور اسے دنیا کے "عظیم سچوں" کی جماعت قرار دیا گیا- مگر یہی لوگ محمد رسول اللہ ﷺ کو نبی نہیں مانتے، ایک فاؤنڈر کی حیثیت سے مانتے ہے. ایک نظریہ کے بانی جب اس نظریہ کو قبول کرنے والے لوگ پیدا ہوئے تو انہوں نے اس کے لئے قربانیاں دیں، دین کہ نہیں. گھر اور وطن چھوڑا، عزت و آبرو تیاگ دی بیوی بچے ذبح کرالئے، اپنی ماؤں بہنوں کی شرمگاہوں پر نیزے مروانے قبول کر لئے حتیٰ کہ اس نظریہ کے ابلاغ کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا- تب اس نظریہ کے خالق اللہ تعالیٰ اور اس کو پیش کرنے والے محمد رسول اللہ ﷺ نے انکو سچا کہا کہ یہ میرے وفادار ہیں- اگر کوئی پندرھویں صدی میں اٹھ کر یہ کہے کہ میری بیس سال کی ریسرچ کا نچوڑ یہ ہے، میں نے شب و روز مطالعہ کیا، میں نے دنیا کی لائبریریاں کھنگال ڈالیں اور میں نے ان کتابوں کی سطور کو، اوراق کو ازبر کر لیا ہے، میں نے ایک ایک دائرے پر نشان لگا دیا ہے- کیا؟ کہ وہ لوگ سچے نہیں تھے- کیا میں اس یاوہ گوئی اور ہرزہ سرائی کو مان لوں؟ سٹالن اور ابراہم لنکن کے ماننے والوں کو تو سچا مان لوں؟ اور عطاء اللہ شاہ بخاری کے ماننے والوں کو سچا مان لوں مگر محمد رسول اللہ ﷺ کے ماننے والوں کو جھوٹا کہوں؟

خدا جانے تمہیں کیا ہو گیا ہے
خرد بیزار دل سے دل خرد سے

کیا اس کا نام ریسرچ ہے؟ پھر ہمارا یہ دین جو قیامت تک رہنا ہے اگر اسکی ابتداہی جھوٹ سے ہوتی ہو تو انتہا سچ کیسے؟ اور پھر آج کے دن یہ دین سچا کیسے؟ اگر اس کی پہلی جماعت جس پر محمد رسول اللہ ﷺ نے مان کیا ہے اور بدر کے مقام پر اللہ سے کہا کہ انکو اگر شکست ہو گئی تو اس دھرتی پر تیری عبادت کرنیوالا کوئی نہ رہیگا اور کھڑے ہو کر دعا نہیں مانگی نہ غار میں چھپ کے! سجدہ میں گر کے. یہاں تک کہ آنسوؤں سے مٹی کیچڑ بن گئی

"اے اللہ یہ میری تھوڑی سی جماعت اگر ہلاک ہو جاتی ہے تو پھر توحید کوئی نہیں بیان کر سکے گا"

کیا نبی جھوٹوں اور منافقوں کے لئے دعا مانگ رہے تھے؟ عقل نہیں مانتی- جناب محترم! اس دین کو قیامت تک رہنا ہے- ایسا دین جس کو سچوں کی ضرورت ہے. جھوٹوں کی نہیں- یہ دین قائم ہی تب ہوا جب انتہائی سچے لوگوں نے اس کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا پھر اس دین کے خالق نے قرآن کریم میں دنیا کی سب سے بڑی سچوں کی جماعت کے بارے میں فیصلہ فرمایا- اولئک هم الصادقون- بے شک وہ سچے ہیں-

ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری

نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبہ سے خطاب ۲۱ فروری ۱۹۹۰ء

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۷۵۵

جمادی الاُخریٰ ۱۴۱۵ھ دسمبر ۱۹۹۴ء جلد ۵ شمارہ ۱۲ قیمت فی پرچہ =/۱۰ روپے

سرپرست اکابر

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہٗ

حضرت مولانا محمد اسحٰق صدیقی مدظلہٗ

مجلسِ ادارت

رئیس التحریر: سید عطاء المحسن بخاری

مدیر مسئول: سید محمد کفیل بخاری

رفقاءِ فکر

مولانا محمد عبدالحق مدظلہٗ

حکیم محمود احمد ظفر مدظلہٗ

ذوالکفل بخاری ۔ قمر الحسنین

خادم حسین ۔ ابوسفیان تائب

محمد عمر فاروق ۔ عبداللطیف خالد

سید خالد مسعود گیلانی

زرِ تعاون سالانہ

اندرونِ ملک =/۱۰۰ روپے ◆ بیرونِ ملک =/۱۰۰۰ روپے پاکستانی

رابطہ

داربنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان ۔ فون: ۵۱۱۹۶۱

تحریک تحفظ ختم نبوۃ (شعبہ تبلیغ) مجلس احرارِ اسلام پاکستان

ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل احمد اختر مطبع: تشکیل نو پرنٹرز مقام اشاعت: داربنی ہاشم ملتان

آئینہ

اداریہ:	دل کی بات	مُدیر	۳
شذرہ	خبر لیجئے ہماری مہربانا!	سیّد عطاء المُحسن بُخاری	۸
تحقیق	مغربی تہذیب کی ترقی	حکیم محمود احمد ظفر	۹
مقالہ خصوصی	الفئۃ الباغیہ	مولانا ابوریحان	۱۵
دین و دانش	فضائل صدّیق اکبرؓ	عبدالستار جھنگوی	۲۳
منقبت:	سیّدنا صدیق اکبرؓ	اقبال	۲۷
قلم برداشتہ	تمہارے حُسن کی مشعل بجھی بجھی کیوں ہے؟	شمس الاسلام بہاری	۲۸
〃	جہنم سے فرار	طاہر رزّاق	۳۰
مُشاہدہ:	ڈرتا ہوں آدمی سے کہ مردم گزیدہ ہوں	شیخ حبیبُ الرّحمٰن بٹالوی	۳۶
جہانِ نسواں	آزادیٔ نسواں	آپا ھندہ	۳۷
طنز و مزاح:	زباں مری ہے بات اُن کی	ساغر اقبالی	۳۹
چمن چمن اُجالا:	تحریک نفاذِ شریعت کانفرنس مُلتان سے احرار رہنماؤں کا خطاب	مہدی مُعاویہ	۴۴
〃 〃	حرکۃ الانصار کے امیر مولانا سعادت اللہ کی سید عطاء المؤمن بُخاری سے گفتگو	مہدی مُعاویہ	۴۸
〃 〃	رودادِ اجتماعاتِ احرار، ڈیرہ اسمٰعیل خان	مولانا اللہ بخش احرار	۴۹
〃 〃	مجلس احرارِ اسلام کی رکنیت سازی	ادارہ	۵۲
〃 〃	مجلس اقبال کے زیر اہتمام فیصل آباد میں یوم اقبال	نمائندہ خصوصی	۵۳
دید و شنید:	کچھ علاج اس کا بھی ..... اے چارہ گران	محترم عبدالواحد بیگ	۵۴
تبصرۂ کتب	حُسنِ انتقاد	سید ذوالکفل بخاری	۵۵
ردِ عمل	صحافی اور عوام	ڈاکٹر محمد اجمل	۵۹
ترجمہ:	مسافرینِ آخرت	ادارہ	۶۰
شاعری	دسمبر کا غروب	پروفیسر تاثیر وجدان	۶۴

تحریک نفاذ شریعت محمدی۔ فوج کشی کیوں؟

گزشتہ ماہ مالاکنڈ ڈویژن میں تحریک نفاذ شریعت محمدی نے اس وقت زبردست شدت اختیار کر لی جب ۳ نومبر کو تحریک کے مظاہرین نے ایک ایم پی اے بدر الزمان کو اپنی حراست میں لے لیا۔ بعد ازاں حکومتی تشدد کے رد عمل میں وہ قتل ہوگئے۔ اس تحریک کی شدت کو کم کرنے کے لئے وزیر اعلیٰ شیر پاؤ نے ایک گھنٹے کے وقفے کے بعد مالاکنڈ ڈویژن میں نفاذ شریعت کا اعلان کر دیا۔ جسے سفید جھوٹ کے سوا اور کوئی نام نہیں دیا جا سکتا۔ یہ تحریک نہ حکومت کے لئے نئی ہے اور نہ پاکستانی عوام کے لئے۔ بد قسمتی سے ہمارے یہاں ذرائع ابلاغ پر سیکولر اور امریکی گماشتوں کا قبضہ ہے انہوں نے اس تحریک کو دہشت گرد قرار دیکر اپنے آقا امریکہ کو خوش کیا۔

غلط خبریں شائع کر کے تحریک کو بدنام کیا اور عوام کو گمراہ کرنے کی مذموم کوشش کی۔ جبکہ اصل صورت حال اس کے بالکل برعکس ہے۔

مالاکنڈ ڈویژن میں صدیوں سے قبائلی سرداری نظام چلا آ رہا تھا جو شرعی قوانین پر مشتمل تھا۔ قاضی عدالتیں قائم تھیں۔ جن کی بدولت وہاں حالات ہمیشہ پرامن رہے اور لوگ مطمئن رہے۔ انصاف ہر کسی کو میسر تھا۔ پھر سرداریاں اور ریاستیں ختم ہوئیں تو قاضی عدالتیں اور شرعی قوانین بھی ختم ہو گئے۔ یہ علاقہ انگریزی تسلط کے دور میں بھی برطانوی نظام سے الگ تھلگ رہا اور یہاں فاٹا قواعد رائج رہے۔ ۱۹۸۵ میں ضلع دیر کے ایک عالم دین صوفی محمد نے ان قواعد میں ظلم اور ناانصافی کے عنصر کی نشاندہی کی اور ان کی جگہ شرعی قوانین کے نفاذ کا مطالبہ کیا۔ پھر اسی بنیاد پر ایک طاقتور مزاحمتی تحریک منظم کی۔ فاٹا قواعد کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا گیا اور عدالت عظمیٰ نے انہیں غیر منصفانہ قرار دے دیا۔ نتیجتہً یہ قواعد ساقط ہوگئے۔ تحریک نفاذ شریعت محمدی کے قائدین نے پاکستان میں رائج قوانین کو بھی غیر منصفانہ اور غیر اسلامی قرار دیا۔ انہوں نے حکومت کو متنبہ کیا کہ وہ ۱۱ مئی ۱۹۹۴ء تک مالاکنڈ میں شرعی قوانین نافذ کر کے یہ قانونی خلاء پورا کرے۔ ورنہ عوام زبردست احتجاج کریں گے۔

تحریک کے رہنما اسمبلی ممبران سے ملے، ہر بااختیار اور قابل ذکر شخص کے پاس فریاد لے کر گئے انہیں سمجھایا اور مستقبل میں عوامی مزاحمت سے بھی خبردار کیا پھر صدر پاکستان سے ملے تو انہوں نے پارلیمنٹ میں قانون سازی کے بغیر کچھ کرنے سے انکار کر دیا۔ حالانکہ وہ آرڈیننس کے ذریعے یہ کام آسانی سے کر سکتے تھے جسے بعد میں پارلیمنٹ سے منظور کرایا جا سکتا تھا۔ جبکہ اسکی مثال صدر کے دیگر آرڈیننسوں کی صورت میں موجود ہے۔

۱۱ مئی ۹۴ء کو حکومت نے تشدد کے ذریعے تحریک کو کچلا اور دس مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ یہ

تحریک کا نقطہ آغاز تھا۔

تحریک کے رہنماؤں نے ملاقاتوں کا سلسلہ پھر بھی جاری رکھا اور مسلسل اعیانِ حکومت سے ملتے رہے اور اس نازک مسئلہ کی اہمیت انکے گوش گزار کرتے رہے۔ لیکن امریکی سامراج کے ایجنٹ حکمرانوں نے سنی ان سنی کر دی۔ صدر پاکستان نے تومتضاد گفتگو کر کے اپنا اعتماد بھی مجروح کر لیا۔ پہلے انہوں نے کہا کہ پارلیمنٹ میں بحث و منظوری کے بغیر میں آرڈیننس جاری نہیں کر سکتا۔ پھر یہ غلط بیانی کی کہ میں نے آرڈیننس پر دستخط کر دئیے ہیں۔ پھر جنگ سے انٹرویو میں کہا کہ مجھے مالاکنڈ میں نفاذ شریعت کا کوئی اختیار نہیں۔ حکمرانوں کے دوغلہ پن اور منافقانہ طرز عمل سے مایوس ہو کر تحریک کی قیادت نے جہاد کا اعلان کیا۔ اور شریعت یا شہادت کا نعرہ بلند کر دیا۔ یہ ایسا نعرہ تھا جس نے گنبد افلاک میں غلغلہ بپا کر دیا۔ اور جامد وساکت سمندروں میں ہلچل مچا کے انہیں رواں کر دیا۔ پھر صدر پاکستان نے کہا کہ آپ لوگوں نے ضیاء الحق کے دور میں بندوق کیوں نہ اٹھائی؟ انہیں بتایا گیا کہ ضیاء الحق کے دور میں ان کے مطالبات پر غور کر کے بہت سے قوانین تبدیل کر دئیے گئے تھے۔ اور باقی بتدریج تبدیل کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ مگر صدر نے آنکھیں اور منہ دونوں بند کر لئے....اور..... پھر مالاکنڈ کے بے گناہ مسلمانوں کے ساتھ کیا ہوا.............؟

مسلمانوں کو باغی قرار دیکر ان پر مسلمان فوج کی مسلح لشکر کشی کی گئی۔ ملیشیا نے ظلم کی انتہا کر دی تحریک کے گیارہ رہنماؤں اور سینکڑوں کارکنوں کو گرفتار کیا گیا۔ جو ابھی تک جیل میں ہیں۔ تحریک کے ایک اہم رہنما مولوی شیر بہادر کا مکان، مسجد اور پورا گاؤں بلڈوز کر دیا۔ ہر وہ علاقہ جہاں مسلمان شریعت کے نفاذ کا مطالبہ کر رہے تھے۔ وہاں کی مساجد، مدارس اور مکانات صفحہ ہستی سے مٹا دئے گئے اور سینکڑوں مسلمانوں کو امپورٹڈ گولیوں سے شہید کر دیا۔

بابری مسجد کے تقدس کا ڈرامہ رچا کر ہندوؤں کو برا کہنے والی حکومت نے خود اپنی مسجدوں کو شہید کر دیا۔ انکی ایمانی غیرت کو جوش نہ آیا وہ بے غیرت اور بے ایمان بن کر مسلمانوں پر ظلم کرتے رہے۔ مالاکنڈ کے مسلمانوں کو حکومت نے تو باغی کہا مگر پاکستان کے عوام اور اکثر سیاسی و دینی جماعتوں نے ان کی مکمل حمایت کی اور تحریک نفاذ شریعت کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کیا۔ حال ہی میں حکومت نے اشک شوئی کے مصداق وہاں شرعی قوانین کے نفاذ کا اعلان کیا ہے۔ جو ہرگز شرعی نہیں بلکہ حکومت کے اپنے پسندیدہ و تراشیدہ ہیں۔ جناب صوفی محمد اور تحریک کے دیگر رہنماؤں نے اس پیکیج کو بھی مسترد کر دیا ہے اور تحریک نے پھر شدت اختیار کر لی ہے۔ اب بھی کئی علاقوں میں سڑکیں بند اور آمدورفت معطل ہے مجاہدین کھلے آسمان تلے ہزاروں کی تعداد میں دھرنا دے کر بیٹھے ہیں اور اپنے لئے شریعت کے نفاذ کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

حکومت نے سکھوں اور انگریزیوں کی فوج کی طرح تحریکِ نفاذِ شریعت کو وحشیانہ تشدد سے کچل کر ماضی کی یاد تازہ کر دی ہے۔ اور اپنے فکر و اعتقاد سے بھی تمام پردے ہٹا دیئے ہیں۔ ہمیں یہ بات سمجھنے میں اب کوئی دشواری نہیں کہ حکومت جس تحریک کو اپنے طور پر غلط سمجھتی ہے (خواہ وہ کتنی ہی مضبوط اور مسلح کیوں نہ ہو) اسے کچلنے سے دریغ نہیں کرتی۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کراچی پاکستان کا شہر نہیں؟ حکومت وہاں مسلح فوج کشی کر کے قاتلوں اور دہشت گردوں کو کیوں ختم نہیں کرتی؟ اور مالاکنڈ میں کیوں فوج کشی کرتی ہے؟ حکومت کا یہ دوہرا معیار اس بات کا بین ثبوت ہے کہ وہ دونوں مقامات پر امریکی مفادات کا تحفظ کر رہی ہے۔ اور اسکی واضح دلیل یہ ہے کہ مالاکنڈ میں نفاذِ شریعت کا مطالبہ کرنے والے امریکہ کے نزدیک دہشت گرد اور بنیاد پرست ہیں اور کراچی میں قتل و غارت گری امریکی منصوبوں کی تکمیل ہے۔

امریکہ کراچی کو بنکاک اور ہانگ کانگ کی طرح بدکاری، آبرو باختگی اور زنا و شراب کا بین الاقوامی کھلا شہر بنا کر ہماری فکری و نظریاتی حیثیت اور شناخت کو قتل کرنا چاہتا ہے۔ اور یہی موجودہ حکومت کا بھی اصل ہدف، مطمع نظر اور ناپاک منصوبہ ہے۔

یہ ہمارے جاگنے اور ملک بچانے کا وقت ہے۔ عقیدہ و ایمان بچانے اور اسکی حفاظت کرنے کا وقت ہے۔ اور اگر ہم اب بھی نہ جاگے تو پھر ہماری عزت محفوظ رہے گی اور نہ عقیدہ و فکر۔ اور پھر خدانخواستہ یہ ملک بھی داؤ پر لگ سکتا ہے۔ جاگئے اور اپنی حفاظت کیجئے۔ ورنہ

ہماری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں۔

جناب محمد صلاح الدین کی شہادت

چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اٹھا کے چلے

پاکستان کے مایہ ناز مجاہد اور بیباک صحافی، ہفت روزہ تکبیر کے مدیر اعلیٰ جناب محمد صلاح الدین کو اتوار ۴ دسمبر کی شب کراچی میں نہایت سفاکی سے قتل کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہ حسب معمول اپنے دفتر سے کام مکمل کر کے گھر کے لئے روانہ ہوئے ہی تھے کہ بزدل اور اجرتی قاتلوں نے ان کا جسم گولیوں سے چھلنی کردیا جناب صلاح الدین شہید ایک سیلف میڈ انسان تھے۔ انہوں نے غربت میں آنکھ کھولی، محنت مزدوری کی اور اسی دوران تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اپنی اور خاندان کی کفالت کے لئے دوران تعلیم بطور موٹر مکینک، ڈینٹر، ویلڈر، سینٹری فٹنگ، سائیکل مرمت، پنکچر لگانے اور گھڑی سازی کے کام کرتے رہے۔ اسی دوران انہوں نے ایم اے سیاسیات کیا۔ ۱۹۵۷ء میں سکول مدرس ہوئے۔ ۱۹۶۴ء تا ۷۰ روزنامہ حریت میں بطور سب ایڈیٹر کام کیا ۷۰ء میں روزنامہ جسارت ملتان و کراچی سے منسلک ہو گئے۔ ۱۹۸۴ء میں اپنا ہفت روزہ تکبیر کے نام سے جاری کیا۔ جو دیکھتے ہی

دیکھتے آسمانِ صحافت پر چھا گیا اور انٹر نیشنل سطح پر پاکستان کا سب سے زیادہ شائع ہونے والا واحد نیوز میگزین بن گیا۔ بھٹو شاہی میں عوام کے بنیادی و سیاسی حقوق کی جنگ کی پاداش میں سات مرتبہ گرفتار ہوئے اور ڈھائی سال قید کاٹی۔ ۱۹۷۴ء میں کولمبیاء یونیورسٹی نے انہیں آزادیٔ صحافت کے لئے قربانیاں دینے پر اعزاز دیا۔ ۸۰ میں انسانی حقوق کمیشن نے ہیومن رائٹس ایوارڈ دیا۔ ۸۸ء میں صحافتی خدمات کے اعتراف میں اے پی این ایس نے ٹرافی دی۔ انہوں نے ایک درجن سے زائد سیاسی و دینی کتب تصنیف کیں۔ لسانی تعصب، دہشت گردی اور دین دشمنوں کے خلاف "تکبیر" کی صدائے رستاخیز بلند کی اور وہ بلند ہوتی چلی گئی۔ وہ جہادِ افغانستان، جہادِ کشمیر، جہادِ الجزائر، جہادِ بوسنیا، جہادِ تاجکستان اور جہادِ فلسطین کی نمائندہ آواز تھے۔ انہوں نے تکبیر کو ملک اور دین دشمنوں کی راہ میں سنگِ مزاحم بنا دیا تھا۔ اس جرم بے گناہی کی سزا کے طور پر ماضی میں ان پر قاتلانہ حملے ہوئے مگر انہوں نے کوئی حفاظتی گارڈ نہیں رکھا۔ ان کا مکان جلایا گیا۔ تکبیر کی اشاعت روکنے کی کوشش کی تو وہ اسے لاہور سے چھپوا کر ملک دشمنوں کے عزائم سے قوم کو باخبر کرتے رہے۔ وہ لکھتے رہے اور مسلسل لکھتے رہے اپنا فریضہ اداء کرتے رہے۔ ان کے پائے استقامت میں لغزش نہ آئی۔ ....

ہم یقین سے کہتے ہیں کہ گزشتہ چھے ماہ کے تکبیر کی فائل ہی ان کے قتل کا سبب بنی ہے۔ خلیج میں امریکی مداخلت، کویت، قطر اور سعودی عرب میں امریکی فوجیوں کا پڑاؤ۔ آپریشن ییلو سٹارم کے منصوبہ کا افشاء اور گوادر کی عمان کی وساطت سے امریکہ کو فروخت کراچی میں امریکی اور یورپی ممالک کی دلچسپیاں اور سازشیں ایسے عنوانات اور ایسے منصوبوں کو بروقت عوام تک پہنچانا.... اس عہد خراب میں مرنے اور مٹ جانے کی ہی آرزوئیں تو ہیں۔

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

انہوں نے برطانوی جریدے این آئی ٹی کی رپورٹ شائع کی جس میں لکھا تھا........ "آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک، تیسری دنیا کے خلاف امریکہ کے خفیہ ہتھیار ہیں۔ قرضے دیکر ترقی پذیر ممالک کو نچوڑا جا رہا ہے۔" انہوں نے ہی یہ راز افشاء کیا کہ ۲۶ اگست ۱۹۸۹ء میں پاکستان کا گم ہونے والا فوکر طیارہ بھارت نے مار گرایا تھا۔ جسے بھارت نے غلط فہمی کا شاخسانہ قرار دیا اور آنجہانی راجیو کی درخواست پر بے نظیر نے یہ خبر دبا دی"

انہوں نے لکھا: پاکستان برائے فروخت ہے۔ ساحلوں، بندرگاہوں، تیل کے ذخائر، کوئلے کی کانوں اور توانائی کے منصوبوں کا خفیہ سوداء ہو چکا ہے"

"جنگ خلیج کی آڑ میں عرب ممالک پہنچنے والی مغربی افواج کی اگلی منزل پاکستان ہے۔ بہانہ اہم

مفادات کا تحفظ بنے گا"

صلاح الدین کل تھے .... آج نہیں .... مگر ان کی تحریریں زندہ ہیں، ان کی خدمات روشن ہیں۔ انہیں کون ختم کرے گا؟ انہیں ختم نہیں کیا جاسکتا۔

صلاح الدین...... آج دوستوں اور مخالفوں سے اپنی سچائی پر شہادت دینے کے صلہ میں برابر خراجِ تحسین وصول کر رہا ہے۔ صلاح الدین۔ صحافت میں صلاح الدین ایوبی تھا۔ اس نے اپنے خون سے ایک شاندار تاریخ رقم کی ہے صلاح الدین زندہ رہے گا۔ مگر کراچی کو قتل و غارت گری اور دہشت گردی کا مرکز بنانے والے کراچی کے ذریعہ پاکستان کو فحاشی، عریانی اور بدمعاشی کا امریکی اڈہ بنانے والے ملک کو سستے داموں فروخت کرنے والے، قوم وطن اور دین کے غدار حکمران اور سیاست دان یاد رکھیں جب امریکہ آئے گا تو انہیں صلاح الدین بہت یاد آئے گا۔ صلاح الدین کا خون ناحق رائیگاں نہیں جائے گا۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطاء فرمائے۔ ہم دست بدعا ہیں کہ اللہ رب العزت ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے ہم آرزومند ہیں کہ "تکبیر" کے بقیۃ السیف ان کے مشن کو زندہ رکھیں گے۔

(بقیہ از ص ۸)

مولانا شبیر احمد عثمانی کو زہر دیکر مارا کہ وہ اسلام کے نمائندہ تھے، 53ء میں تحریک ختم نبوت کو کچلا، ملک میں پہلا مارشل لاء لگایا، تحفظ ختم نبوت کا مطالبہ کرنے والے 13 ہزار انسانوں کا خون ناحق بہایا، مسجدوں کا تقدس پامال کیا، ماؤں، بہنوں کی عزت و عفت کو تاراج کیا، زرداروں کا زر لوٹا، ننگ غریباں لوٹ لیا، وہ لوگ جنہوں نے سونار پاکستان کو بنگلہ دیش بنایا۔

تین لاکھ عورتوں کی کوکھ ناپاک کی۔

وہ جنہوں نے 90 ہزار فوجی بھارت کے قیدی بنائے۔

وہ لوگ جنہوں نے ضیاالحق، جنرل اختر عبدالرحمٰن سمیت 26 افراد کے قتل کی سازش پر دستخط کیے۔

وہ لوگ جنہوں نے افغانستان میں گروہ بندی کر کے جہاد اور انقلاب اسلامی کو سبوتاژ کرنے کی ناپاک سازش کی۔

وہی لوگ ہیں جنہوں نے شریعت محمدی ؐ مانگنے والوں کو موت کی وادی میں بے گور و کفن پھینک دیا۔

او ظالم وزردار! خدا ڈھانپ لے پردہ تیرا

اودھر وزیراعظم صاحبہ نے فرانس میں بیٹھ کر یہ دیا کھپان دیا ہے کہ "میں اگر پردہ دار ہوتی تو آج وزیراعظم نہ ہوتی۔" کتنا اچھا ہوتا آپ باپردہ عفت مآب ہوتیں اور وزیراعظم نہ ہوتیں۔ ڈبویا مجھ کو ہونے نے، نہ ہوتی تو، تو کیا ہوتا۔

آپ وزیراعظم نہ ہوتیں تو کراچی قتل گاہ نہ بنتی، دو سو سے زائد ملیں بند نہ ہوتیں، ہزاروں مزدور آٹے، چاول، مرچ مسالے، کپڑے اور مکان کو نہ ترستے، جیالے پولیس سے ملکر ڈاکے نہ مارتے۔ عوامی زندگی جمہوریت، ترقی پسندی، اسلامی سوشلزم اور نیو سوشل کنٹریکٹ کو نہ ترستی۔

بے کسی ہائے تماشہ کہ نہ دنیا ہے نہ دیں

○

تبدیلی فون نمبر

~~876620~~

5762954

میاں محمد اویس۔ ناظم مجلس احرار اسلام لاہور

○○ خبر لیجیئے ہماری مہربانا! ○○

سید عطاء المحسن بخاری

میں چونکہ علما کے اس طبقہ سے تعلق نہیں رکھتا جو پجیرو' لینڈ کروزر اور شیراڈ جیسی قیمتی گاڑیوں اور ہوائی جہازوں پر ملک کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک اڑتا' دوڑتا پھرتا اور پھدکتا ہے۔ اس لئے مجھے اپنے نجی اور تبلیغی اسفار کیلئے عموماً اپنے وطن کی انہی ٹوٹی پھوٹی سڑکوں پر اور اچھلتی' کودتی بسوں اور ویگنوں میں سفر کرنا پڑتا ہے جن میں ریکارڈنگ کی اذیت ناک' دماغ سوز' جبری سماعت سے بھی دوچار ہونا پڑتا ہے۔

میرے مشاہدے میں جو سڑکیں آئی ہیں ان کی نشاندہی کرتا ہوں' ملتان سے جھنگ' ملتان سے فیصل آباد' جھنگ سے سرگودھا' جھنگ سے بھکر' چنیوٹ' حافظ آباد گوجرانوالہ' گجرات ...... یہ سب سڑکیں تباہ و برباد۔ بسیں' ویگنیں' کوچز' کھڑ کھڑ کرتی' شور قیامت بپا کرتی' بے حال و بدحال' سواریوں کو منزل بے منزل پھینکتی' دھکے دیتی اگلے سٹاپ کیلئے ریس لگا دیتی ہیں کہ سواری دوسری گاڑی نہ لے لے۔ قدم قدم پر گڑھے' کھڈے اس پر طرہ "چاند میری زمیں" شاید یہ مشابہت تام ہے کہ قریہ مہتاب میں بھی عاشق نامراد کو گڑھے ہی ملے تھے۔ اس مشابہت و مماثلت کو حقیقت سمجھتے ہوئے اسے دوام بخشا۔ ان گڑھوں اور کھڈوں کو "شاہد اقتدار" نے "ٹریڈ مارک" جان کر محفوظ بلکہ حنوط کر لیا ہے اور "سیاست کے کبڑے عاشقوں" کو دعوت مبارزت دی ہے کہ انہی گڑھوں' کھڈوں میں گرتے پڑتے اور لڑھکتے ہوئے آسکو تو آؤ کہ اسلام آباد کے راستے میں کوئی کہکشاں نہیں ہے۔

حالانکہ اسلام آباد والی دھرتی خود کہکشاں سے کم نہ تھی۔ جب تک یہ دھرتی یرغمال نہیں بنی تھی کہکشاں تھی۔ جب علمائے امت کے عملے سیاست کے خار مغیلاں سے نہیں الجھے تھے' جب ان کے منہ سے گلاب جھڑتے تھے' جب ان کی گفتگو سے دل مہکتے تھے' جب اسلام آباد والی ارض ناہموار پر عجز و انکسار کے سجدے قرب الٰہی کا مظہر تھے' یہ کہکشاں تھی اور جب سے دولت قارونی کے مالک اور فکر افلاطون کے فرزند ناہموار یہاں قابض ہوئے ہیں' یہ زمین مردود و مرتاب ہو گئی ہے' اس کا نقشہ ہی بدل گیا ہے۔ اسلام آباد کی بجائے کفر آباد پنجاب دکھائی دیتا ہے۔

نادیدنی کی دید سے ہوتا ہے خون دل

قارئین کرام! میں سڑکیں ناپتا ناپتا کہکشاں میں کھو گیا۔ ملتان ہی سے اگر کبھی علی پور (مظفر گڑھ) جانا ہو تو ملتان سے اپنے نوابزادہ نصراللہ صاحب کے دیس (جو پردیس لگتا ہے) خانگڑھ تک سڑک ایسی تفتیش کرتی ہے کہ بس دل دھڑک' دھڑک ابھی گئے کہ ابھی گئے۔ تقریباً پندرہ میل کا نقشہ پی ڈی پی کی طرح خراب و خستہ حال ہے بلکہ خوار و زبوں اور آپ مرحوم نفیس خلیلی کی زبان میں بے دھڑک کہہ سکتے ہیں بلکہ تمام سواریاں مل کے گا سکتی ہیں:

"یہ پاکستان ہے یا قصاب خانہ"

اس خزاں رسیدہ چمن کو بھی جیالے گلِ بہار کہتے ہیں۔ غلام مصطفیٰ کھر بھی نواب صاحب کے قریب ہی فروکش ہیں اور وہ تو بہت ہی پُربہار ہیں۔ خیال یار میں انہیں تو خزاں کے دن بھی بہت سازگار نظر آتے ہیں یا یوں کہہ لیجئے ہمارے ملک میں تمام وڈیرے میک اپ سے رہتے ہیں۔ اگر ان کا میک اپ اتر جائے تو یہ محض ڈریکولا ہیں یا سفاک و مستبد جاگیرداروں کے وہ چہرے جو بن کھلے مرجھا گئے ہوں۔ اقتدار کے "شاہد نازک خیال" نے اس نئے پاکستان کے نقشے سے واقفیت بلکہ واقفیت عامہ کے باوجود کہا کہ ہم پاکستان کو ڈیموکریٹک' پروگریسو' ماڈرن اسلامک سٹیٹ بنانا چاہتے ہیں' ہم نے بنیاد پرستی کو رد کر دیا ہے۔ شاید اسی لئے نصیراللہ بابر نے داخلی "انتشار" ختم کرنے کیلئے شریعت محمدی ﷺ کا مطالبہ کرنے والے بنیاد پرستوں' رجعت پسندوں اور سرکشوں کو راہ راست پر لانا ضروری سمجھا اور انہیں فوجی کرش سے کرش کر دیا۔

لیکن ایسا پہلی مرتبہ تو نہیں ہوا...... انہی لوگوں نے

(بقیہ ص پر)

تحقیق

حکیم محمود احمد ظفر

مغربی تہذیب کی ترقی۔

مغربی تہذیب کے دو پہلو ہیں۔ دیکھنے میں تو یہ بڑی خوبصورت معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اندرونی طور پر اگر دیکھا جائے تو اس کا چہرہ اتنا ہی بھیانک ہے کہ:

چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر

یہ تہذیب خالص سیکولر ہے اور اس کا سب سے بڑا مقصد زر پرستی اور دولت اکٹھا کرنا ہے۔ مشرکین عرب کے بارہ میں قرآن کہتا ہے کہ "وہ خطرہ اور مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں" لیکن یورپ کے مادہ پرست مادیت میں اس قدر منہمک ہیں اور ان کی زندگی میں خدا تعالیٰ سے اتنا استغنا اور دلوں میں اتنی سختی اور بے حسی پیدا ہو گئی ہے اور وہ زر پرستی کے جنون میں خدا فراموشی اور خود فراموشی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ چنانچہ ایک ممتاز امریکی اخبار نویس جان گنتھر نے اپنی کتاب (Inside Europe) میں اس زر پرستی کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:۔

"انگریز ہفتہ میں چھ روز پرستش بنک آف انگلینڈ میں کرتا رہتا ہے۔ صرف ساتویں روز کلیسائے انگلستان کا رخ کرتا ہے۔"

اسی طرح ایک اور مصنف پروفیسر جوڈ (JAOD) نے انگلستان اور یورپ کی زر پرستی کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:۔

"صدیوں سے انگلستان کے تخیل پر دولت اندوزی کا اصول غالب ہے۔ حصول دولت کی خواہش گزشتہ دو سو سال سے دیگر جملہ محرکات عمل سے زیادہ کام کرتی رہی ہے کیونکہ دولت حصول ملکیت کا ذریعہ ہے اور ذاتی ملکیت کی بہتات اور شان و عظمت ہی سے انسان کی قابلیت کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ سیاسیات، ادب، سینما، ریڈیو اور کبھی کبھی گرجاؤں کے منبروں سے سال بسال اپنے پڑھنے سننے والوں کو یہی تعلیم دی جاتی رہی ہے کہ مہذب قوم وہی ہے جس میں جذبہ حصول دولت انتہائی طور پر ترقی کر چکا ہو۔

"یہ دولت پرستی ہمارے مذہبی عقائد سے متصادم ہے کیونکہ مذہب یقین دلاتا ہے کہ غریبی اچھی اور دولت مندی بری ہی نہیں بلکہ دولت مند کو نیک بننے کا اتنا ہی کم امکان ہے جتنا کہ غریب کو زیادہ ہے۔ اگر چہ تقاضائے دانش و تعلیم مذہب متفقہ طور پر یہی سکھاتے ہیں کہ خدا پرستی اور حصول جنت غریبی کے ساتھ ہیں۔ تاہم لوگوں نے تعلیم مذہب کو سچا سمجھ کر اس پر عامل ہونے کا کوئی رجحان ظاہر نہیں کیا۔ اور موجودہ

حصول دولت کو مستقل حصول راحت آسمانی پر بخوشی ترجیح دیتے رہے ہیں۔ غالباً ان کا یہ خیال رہا ہے کہ

بستر مرگ پر توبہ کر کے وہ آخرت میں اتنا ہی فائدہ حاصل کر سکیں گے جتنا کہ یہاں اس دنیا کی مخزونہ دولت سے۔ ان کے اس نظریہ کو (SAMJLE BUTLER) نے اپنی کتابوں میں یوں ظاہر کیا ہے کہ بے شمار مصنفین لکھتے ہیں کہ ہم خدا اور دولت کی ساتھ ساتھ پرستش نہیں کر سکتے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ یہ بات آسان نہیں لیکن قابل حصول چیزیں آسان ہوتی ہی کب ہیں؟

"ہمارے اصول کچھ ہی کیوں نہ ہوں۔ واقعہ یہ ہے کہ عملاً ہم ہٹلر کے پکے مقلد ہیں۔ ہم دولت کے اتنے ہی دلدادہ ہیں اور ہمارا یہ اعتقاد کہ دولت ہی فرد و سلطنت کی عظمت کا باعث ہوتی ہے۔ اس قدر واضح ہے کہ اس سے دنیا کے دو محرک اصول قائم کئے گئے ہیں جو کہ اعلیٰ تاریخی اہمیت رکھتے ہیں۔ ان میں ایک عدم مداخلت کا معاشی اصول ہے۔ جو کہ انیسویں صدی میں غالب رہا۔ اس اصول کا دعویٰ ہے کہ انسان ہمیشہ اپنے عمل کو زیادہ سے زیادہ مالی فائدہ پر منحصر رکھتا ہے۔ گویا ان کا مذہب لذتیت ہے کہ عمل کا محرک لذت جذبات دلی نہیں بلکہ لذت تقاضائے دولت ہے۔

"دوسرا اصول جو کہ بیسویں صدی میں غالب نظر آتا ہے۔ مارکس (MARX) کا اصول معاشی تقدیر و تنظیم ہے۔ یہ اصول بتلاتا ہے کہ انسان کا معاشی نظام ہمیشہ اس کی مالی ضروریات پر مبنی ہوتا ہے۔ اور یہی نظام ان کے ادب۔ اخلاقیات، مذہب، منطق نیز نظام حکومت کا خالق ہوتا ہے۔ ان دونوں اصولوں کی مقبولیت کا انحصار اسی قدر و منزلت پر ہے جو کہ ہمارے مرد و عورت نمایاں طور پر دولت کے انفرادی اور سیاسی معیار حسن پر رکھتے ہیں۔(JAOD: Philosophy for our times, P.146)

اسی مصنف کا یہ فقرہ بھی اس بات کی تائید کرتا ہے جو اس نے اپنی دوسری کتاب میں لکھا ہے کہ:

"جو نظریہ حیات اس زمانہ میں غالب ہے۔ وہ اقتصادی نظریہ اور ہر مسئلہ اور معاملہ کو پیٹ اور جیب کے نقطہ نظر سے دیکھنا اور جانچنا ہے۔"

(JOAD: Guide to Modern Wickedness P.114)

دولت پرستی کا یہ جنون آج ہم پر بھی سوار ہے اور ہم بھی اسی رو میں بہ رہے ہیں۔ جس میں یورپ کا خدا ناآشنا معاشرہ بہ رہا ہے۔ ہمارا قبلہ مقصود بھی آج زر اندوزی ہے خواہ بڑے سے بڑا جرم کر کے حاصل ہو۔ اخلاقی قدریں پامال ہو رہی ہیں۔ اور دینی حدود کو پھلانگ کر ہیروئین اور دوسری منشیات کا کاروبار کیا جا رہا ہے۔ اپنے ہاتھوں سے پاکستان کی نوجوان نسل کو منشیات کا عادی بنایا جا رہا ہے تا کہ زیادہ سے زیادہ دولت اکھٹی کی جا سکے۔

موجودہ مغربی تہذیب نے علم و صنعت اور اخلاق و انسانیت کے درمیان ایک عظیم خلیج پیدا کر دی

ہے۔ اس کی وجہ سے موجودہ تہذیب اپنا مقصد پورا کرنے میں بری طرح ناکام رہی ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تہذیب نے ہمیں مہذب بنانے کے بجائے ذہنی اور اخلاقی طور پر ہمیں دیوالیہ بنا دیا۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک مغربی دانشور ڈاکٹر الیکسس کرل (Alexis Carrel) اپنی مشہور کتاب (Man the Unknown) میں لکھتا ہے۔

"موجودہ زندگی انسان کو ترغیب دیتی ہے کہ وہ دولت کو ہر ممکن ذریعہ سے حاصل کرے لیکن یہ ذرائع انسان کو دولت کے مقصد تک نہیں پہنچا سکتے۔ یہ انسان میں ایک دائمی ہیجان اور جنسی خواہشات کی تسکین کا ایک سطحی جذبہ پیدا کرتے ہیں۔ ان کے اثر سے انسان صبر و ضبط سے خالی ہو جاتا ہے۔ اور ہر ایسے کام سے گریز کرنے لگتا ہے جو ذرا دشوار اور صبر آزما ہو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تہذیب جدید ایسے انسان پیدا ہی نہیں کر سکتی جن میں فنی تخلیق، ذکاوت اور جرات ہو۔ ہر ملک کے صاحب اقتدار طبقہ میں جس کے ہاتھ میں ملک کی باگ ڈور ہے، ذہنی اور اخلاقی قابلیت میں نمایاں انحطاط نظر آتا ہے۔ ہم محسوس کر رہے ہیں کہ تہذیب جدید نے ان بڑی بڑی امیدوں کو پورا نہیں کیا جو انسانیت نے ان سے وابستہ کی تھیں اور وہ ان لوگوں کو پیدا کرنے میں ناکام رہی جو ذہانت اور جرات کے مالک ہوں اور تہذیب کو اس دشوار گزار راستہ پر سلامتی کے ساتھ لے جا سکیں جس پر آج وہ ٹھوکریں کھا رہی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ افراد انسانی نے اس تیزی کے ساتھ ترقی نہیں کی جس تیزی کے ساتھ ان اداروں (INSTITUTIONS) نے ترقی کی ہے جو انسانی دماغ کا نتیجہ ہیں۔ یہ دراصل سیاسی راہ نماؤں کے ذہنی اور اخلاقی نقائص کا نتیجہ ہے۔ اور ان کی اس جہالت کا جس نے موجودہ اقوام کو خطرہ میں مبتلا کر دیا ہے۔ طبعی علوم اور صنعتی فنون نے انسان کے لئے جو ماحول تیار کیا ہے وہ انسان کے مناسب حال نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ برجستہ ہے، کسی سابق نقشہ یا غور وفکر پر مبنی نہیں، اور اس میں انسان کی شخصیت کے ساتھ مطابقت، لحاظ نہیں رکھا گیا۔ یہ ماحول جو محض ہماری ذہانت اور ایجادات کی تخلیق ہے، ہمارے قد وقامت اور ہماری صورت کے مطابق نہیں ہے۔ ہم خوش نہیں ہیں۔ ہم ایک روز افزوں اخلاقی اور عقلی انحطاط میں مبتلا ہیں۔ جن قوموں میں صنعتی تمدن پھلا پھولا اور اپنے عروج کو پہنچا وہ پہلے سے بہت کمزور ہیں۔ اور وہ بڑی تیز رفتاری کے ساتھ وحشت و بربریت کی طرف بڑھ رہی ہیں لیکن ان کو اس کا احساس نہیں۔ ان کو اس وقت اس باغی دشمن انسانیت ماحول سے کوئی قوت بچا نہیں سکتی جو طبعی علوم نے ان کے گرد حصار کی طرح کھینچ دیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہماری تہذیب نے پچھلی تہذیبوں کی طرح زندگی کے لئے ایسی شرطیں عائد کر دی ہیں جو (بعض نامعلوم اسباب کی بنا پر) زندگی کو ناممکن العمل بنا دیں گی۔ ہم مادیت کا جتنا علم رکھتے ہیں اس کے مقابلہ میں زندگی کا علم اور یہ کہ انسان کو کس طرح زندگی گزارنی چاہیئے، بہت کم رکھتے ہیں اور ہمارا علم اس

بارہ میں ابھی تک بہت پیچھے ہے، اور اس کم علمی کا نقصان ہم بھگت رہے ہیں۔

''ایجادات واکتشافات میں جس تیزی کے ساتھ اضافہ ہورہا ہے۔ اس سے فائدہ نہیں اٹھایا جارہا ہے۔ طبیعی علوم، فلکیات اور علم الکیمیا کے اکتشافات کو زیادہ اہمیت دینے سے کچھ فائدہ نہیں۔ راحت، تعیش، جمال، جسامت اور تکلفات زندگی میں اضافہ اور ترقی سے کیا فائدہ، جب ہمارا ضعف اس سے فائدہ نہ اٹھانے دے اور ہم اس کو صحیح راستہ پر نہ لگا سکیں۔ ایسے نظام زندگی کو مستحکم سے مستحکم تر بنانے سے کیا فائدہ جس سے اخلاقی پہلو بالکل خارج کر دیا جائے اور عظیم قوموں کی بہترین صفات نکال دی جائیں۔ ہمارے لئے مناسب بات یہ تھی کہ تیز رفتار جہازوں، زیادہ آرام، موٹروں، زیادہ اوزاروں ریڈیو اور زیادہ عمدہ رصد گاہوں کے بجائے اپنے آپ کی طرف زیادہ توجہ دیں۔ میکانکی، طبیعی اور کیمیاوی علوم کے بس میں یہ نہیں ہے کہ وہ ہم کو ذہانت بخش دیں اور اخلاقی نظام، اعصابی توازن اور امن وسکون عطاء کریں۔''

اسی طرح ایک اور مغربی مفکر اور دانشور نے اس بارہ میں نہایت اچھی گفتگو کی ہے کہ علوم طبعی نے ہمیں وہ قوت بخشی جو دیوتاؤں کے شایان شان تھی، لیکن ہم اس کو بچوں اور وحشیوں کے دماغ سے استعمال کر رہے ہیں۔ یورپ کی نشأت جدیدہ کے بعد سے مادی قوت اور ظاہری علم بڑی سرعت سے ترقی کرتے رہے، لیکن اسی سرعت بلکہ اس سے بھی زیادہ سرعت سے دین واخلاق میں تنزل وانحطاط واقع ہوتا رہا۔ انہی حالات میں ایک ایسی نسل نے جنم لیا جس کے ترازو کا ایک پلڑا تو آسمان سے باتیں کرتا ہے اور دوسرا پلڑا تحت الثریٰ میں ہے۔ یہ نسل ایک طرف اپنے صنعتی کمالات اور اپنے خوارق عادات کے لحاظ سے نیز مادہ اور طبعی قوتوں کی تسخیر میں مافوق البشر معلوم ہوتی ہے۔ اور دوسری طرف اپنے اخلاق واعمال اپنے حرص وطمع، سنگ دلی، بے راہ روی، کمینہ پن، فحاشی اور برہنگی میں چوپایوں اور درندوں سے بھی بدتر ہے۔ اس کے پاس زندگی کے تو تمام وسائل ہیں لیکن اس کو جینا نہیں آتا۔ اس کی علمی اور صنعتی بلند پروازیوں اور اخلاقی پستیوں میں قطعاً کوئی تناسب نہیں ہے۔ چنانچہ پروفیسر جوڈ (JAOD) لکھتا ہے کہ

''ہماری حیرت انگیز صنعتی فتوحات اور ہمارے شرمناک اخلاقی بچپن کے درمیان جو تفاوت ہے۔ اس سے ہمارا ہر موڑ پر سابقہ پڑتا ہے۔ ایک طرف ہماری صنعتی ترقیوں کا یہ حال ہے کہ ہم بیٹھے بیٹھے سمندر پار سے اور ایک براعظم سے دوسرے براعظم کے لوگوں سے بے تکلف باتیں کرسکتے ہیں۔ سمندر کے اوپر اور زمین کے نیچے دوڑتے پھرتے ہیں۔ ریڈیو کے ذریعہ سیلون میں گھر بیٹھے لندن کے بڑے گھنٹے (BIG BEN) کی آواز سنا کرتے ہیں۔ بچے ٹیلی فون کے ذریعہ ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہیں۔ برقی تصویریں آنے لگیں۔ بے آواز کے ٹائپ رائٹر چل گئے ہیں۔ بغیر کسی درد اور تکلیف کے دانت بھرے جا سکتے ہیں۔ کھیتیاں بجلی سے پکائی جاتی ہیں۔ ربڑ کی سڑکیں بنتی ہیں۔ ایکسرے کے ذریعے ہم اپنے جسم کے اندرونی حصہ کو جھانک کر دیکھ سکتے ہیں۔ تصویریں بولتی اور گاتی ہیں۔ لاسلکی کے ذریعہ مجرموں اور قاتلوں کا

پتہ چلایا جاتا ہے۔ برقی لہروں سے بالوں میں پیچ و خم ڈالے جاتے ہیں۔ آبدوز کشتیاں قطب شمالی تک اور ہوائی جہاز قطب جنوبی تک اڑ کر جاتے ہیں، لیکن ان سب چیزوں کے باوجود ہم سے اتنا نہیں ہو سکتا کہ ہم اپنے بڑے بڑے شہروں میں کوئی ایسا میدان بنادیں جس میں غریبوں کے بچے آرام اور حفاظت کے ساتھ کھیلیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ سالانہ دو ہزار بچوں کی جانیں ضائع ہوتی ہیں۔ اور نوے ہزار زخمی ہوتے ہیں۔

''ایک مرتبہ میں ایک ہندوستانی فلسفی سے اپنے تمدن کے عجائبات کی تعریف کر رہا تھا۔ اسی زمانہ میں ایک موٹر چلانے والے نے PENDIN SANDS میں تین یا چار سو میل کی مسافت ایک گھنٹہ میں طے کر کے ریکارڈ قائم کیا تھا، یا کسی ہوا باز نے ماسکو سے نیویارک کی مسافت مجھے یاد نہیں بیس گھنٹہ میں یا پچاس گھنٹہ میں طے کی تھی۔ جب میں سب کہہ چکا تو ہندوستانی فلسفی نے کہا

''ہاں یہ صحیح ہے کہ تم ہوا میں پرندوں کی طرح اڑتے اور سمندر میں مچھلیوں کی طرح تیرتے ہو، لیکن ابھی تک تم کو زمین پر انسانوں کی طرح چلنا نہیں آیا۔''

JAOD: Guide to Modern Wickedness, P.146

کتنا اچھا تجزیہ کیا ہے اس ہندوستانی فلسفی نے!

یہ ایجادات اور انکشافات جو جدید سائنس نے دنیا کو دیئے، ان کے موجدین نے تو انہیں انسانیت کی بہتری کے لئے ایجاد کیا تھا، لیکن اب اس کا استعمال انسانیت کی تباہی اور بربادی کے لئے ہو رہا ہے۔ تلوار ایک چور کے ہاتھ میں انسان کو قتل اور لوٹنے کے کام میں آتی ہے لیکن ایک مجاہد کے ہاتھ میں وہی تلوار اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ اس میں تلوار کا کوئی قصور نہیں اور نہ ہی اس میں کوئی برائی ہے۔ قصور اور برائی اس ہاتھ میں ہے جو اس کو استعمال کرتا ہے۔

موجودہ ترقی کا اگر تجزیہ کیا جائے تو ایک حرف میں اس کا تجزیہ ہے ''سرعت'' یعنی ہر کام میں سرعت اور جلدی۔ موجودہ ایجادات اور اختراعات نے ہر شعبہ زندگی میں سرعت پیدا کر دی۔ اب ان ایجادات سے سرعت اور تیز رفتاری پیدا کرنے کا مقابلہ شروع ہوا۔ پہلے ڈاک گھوڑوں پر جاتی تھی۔ پھر اس میں تیز رفتاری پیدا ہوئی تو موٹروں پر جانے لگی پھر اور سرعت اور تیز رفتاری پیدا ہوئی تو پسنجر ٹرین پر جانے لگی۔ پھر اور سرعت اور رفتار کی تیزی کے لئے میل ٹرین کو استعمال کیا جانے لگا۔ پھر اور سرعت اور تیز رفتاری درکار ہوئی تو ہوائی جہاز پر ڈاک پہنچنے لگی۔ اب ہوائی جہازوں کی رفتار میں تیزی پیدا کی جانے لگی۔ اور معلوم نہیں کہ یہ تیزی کہاں تک پہنچے، کیونکہ FAX کی ایجاد تو تیز رفتاری اور سرعت کی تمام حدوں کو پھلانگ گئی ہے۔ چنانچہ پہلے لوگوں کا اعتقاد یہ تھا کہ ''تمدن نام ہے راحت کا'' لیکن موجودہ معاشرہ میں ''تمدن نام ہے سرعت کا'' سرعت موجودہ زمانہ کے نوجوان کا دیوتا ہے۔ اس کے آستانہ پر وہ سکون، راحت، امن اور دوسروں کے ساتھ مہربانی کو بڑی بے دردی کے ساتھ بھینٹ چڑھاتا ہے۔ اب ایک مغربی

نقاد اور دانشور کے قلم سے سنئے کہ اس نے اس بارہ میں کیا لکھا ہے۔

"بلاشبہ ہم بڑی سرعت اور تیز رفتاری سے ایک مقام سے دوسرے مقام تک سفر کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ بھی دیکھنے کی بات ہے کہ جن مقامات کا ہم سفر کرتے ہیں وہ بہت کم اس قابل ہیں کہ ان کی طرف سفر کیا جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سیاحوں کے لئے زمین سمٹ گئی ہے اور اس کی طنابیں کھچ گئی ہیں۔ قومیں ایک دوسرے کے قریب ہو گئی ہیں اور ان کے پاؤں ایک دوسرے کی دہلیز پر ہیں۔ لیکن اس کا نتیجہ یہ ہے کہ قوموں کے آپس کے تعلقات پہلے سے زیادہ ناخوشگوار اور ناشگفتہ ہیں۔ وہ وسائل جن سے ہم اپنے ہمسایہ قوموں سے براہ راست واقف ہو جاتے ہیں، انہوں نے الٹا دنیا کو جنگ کی آگ میں جھونک دیا۔ ہم نے آواز پہنچانے کا آلہ ایجاد کیا اور اس کے ذریعہ اپنی ہمسایہ قوموں سے باتیں کیں، لیکن اس کا انجام یہ ہے کہ آج ہر قوم ہوا کی پوری طاقت کے ساتھ اپنی ہمسایہ قوم کو چھیڑنے اور دق کرنے کا کام لے رہی ہے۔ وہ اس کوشش میں رہتی ہے کہ وہ دوسری قوم کو اپنے سیاسی نظام کی برتری کا قائل اور معتقد بنا دے۔

"ہوائی جہاز کو دیکھو جو فضائے آسمانی میں منڈلا رہا ہے۔ تمہیں خیال ہوگا کہ اس کے موجد اپنے علم و مہارت اور صنعت کے لحاظ سے مافوق البشر ہستیاں تھیں اور جنہوں نے اس پر پہلے پہلے پرواز کی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کی بلند ہمتی عزم اور جرات بڑی قابل داد اور لائق تحسین ہے۔ لیکن اب ذرا ان مقاصد کا جائزہ لیں جن کے ماتحت یہ ہوائی جہاز استعمال ہوئے اور مستقبل میں بھی استعمال ہوں گے۔ وہ مقاصد کیا ہیں؟ فضائے آسمانی سے بمباری، انسانوں کے جسموں کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا، زندوں کا گلا گھونٹنا، انسانی جسموں کو جلا دینا، زہریلی گیسوں کا پھینکنا اور ان کمزوروں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینا جن کے پاس اس مصیبت سے حفاظت کا کوئی سامان نہیں۔ یہ مقاصد یا تو احمقوں کے ہو سکتے ہیں یا شیاطین کے۔

"دیکھنا یہ ہے کہ مورخ اس کے متعلق کیا رائے قائم کرتا ہے کہ ہم دھاتوں اور سونے کو کس طرح استعمال کرتے تھے۔ وہ لکھے گا کہ ہم نے ایسی ترقی کر لی تھی کہ لاسلکی (WIRELESS) کے ذریعہ سونے کی اطلاعات دے سکیں۔ وہ ایسی تصویریں پیش کرے گا جو دکھائی دیں گی کہ بینک کے لوگ کس صفائی اور مشاقی کے ساتھ سونے کا وزن اور شمار کرتے تھے۔ وہ اس خارق عادت طریقہ کا ذکر کرے گا جس سے ہم روزانہ سونے کو ایک دارالسلطنت سے دوسرے دارالسلطنت کی طرف منتقل کرتے رہتے تھے اور کشش اجسام کے قانون کو توڑتے تھے۔ وہ قلم بند کرے گا کہ یہ نیم وحشی صنعتوں میں بڑے ماہر اور جری تھے، لیکن اس بین الاقوامی تعاون میں ناکام تھے جو سونے پر کنٹرول رکھے اور اس کو صحیح طور پر تقسیم کرے۔ ان کو صرف اتنی فکر تھی کہ وہ قیمتی دھاتوں کو امکانی سرعت کے ساتھ دفن کر دیں۔ وہ سونے اور دھاتوں کو افریقہ میں زمین کے شکم سے بڑی مہارت کے ساتھ نکالتے تھے، اور لندن نیویارک اور پیرس کے محافظ خانوں میں دفن کرتے تھے۔

(بقیہ صفحہ ۳۸ پر دیکھیں)

مولانا ابو ریحان سیالکوٹی

مقالۂ خصوصی

الفئتہ الباغیہ

حدیث قتلِ عمارؓ کی روشنی میں

(قسط آخری)

ایک شبہ اور اسکا ازالہ:

کہا جاتا ہے کہ اسلاف اہل سنت نے حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کو ہی حضرت عمارؓ کا قاتل اور "الفئۃ الباغیہ" کا مصداق ٹھہرایا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ان کو ہی قاتلِ عمارؓ اور باغی قرار دیا جائے ورنہ اسلاف کی تغلیط و تکذیب لازم آئیگی جو ان پر بے اعتمادی بلکہ بدگمانی اور گمراہی کا راستہ ہے۔

اسکا ترکی بتر کی جواب تو یہ ہے کہ حدیثِ نبوی، حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کو حضرت عمارؓ کا قاتل اور "الفئۃ الباغیہ" کا مصداق نہیں ٹھہراتی۔ جیسا کہ اوپر بالتفصیل مذکور ہوا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ انکو قاتلِ عمارؓ اور باغی نہ قرار دیا جائے۔ ورنہ حدیث رسول (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی تغلیط و تکذیب لازم آئیگی۔ جو احادیث رسول ﷺ پر بے اعتمادی بلکہ بدگمانی اور پرلے درجے کی گمراہی کا ایک راستہ ہے۔ نیز یہ کہ حضرت معاویہؓ اور انکے ان ہزارہا ساتھیوں نے جو یا صحابہؓ تھے یا تابعین، اس الزام کو سنتے ہی اسکو تسلیم کرنے سے انکار اور قتلِ عمارؓ سے اسی طرح اپنی کلی براءت کا اظہار کر دیا تھا جس طرح حضرت علیؓ نے قتلِ عثمانؓ سے کیا تھا۔ (۲) لہٰذا ضروری ہے کہ انکو قاتلِ عمارؓ اور باغی نہ ٹھہرایا جائے ورنہ اس الزام سے اپنی کلی براءت کرنے والے ہزارہا صحابہؓ و تابعین کی صریح تغلیط و تکذیب لازم آئیگی۔ جو کہ صحابہؓ و تابعین جیسے اسلافِ امت پر بے اعتمادی بلکہ بدگمانی اور گمراہی کا ایک خطرناک ترین راستہ ہے۔

اور اسکا حقیقی جواب یہ ہے کہ اس سلسلہ میں اسلاف کا صرف یہی ایک موقف نہیں ہے کہ حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھی ہی حضرت عمارؓ اور "الفئۃ الباغیہ" کے مصداق ہیں بلکہ ان کو یہ کچھ نہ ٹھہرانا بھی اسلاف کا ہی ایک موقف ہے۔ بعد کے اسلاف کی ایک جماعت نے اگر حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کو یہ کچھ ٹھہرایا ہے تو ان سے بہت پہلے اور انکی بنسبت بہت بڑے درجے والے بلکہ خود ان کے بھی اسلاف کی ایک بہت بڑی جماعت نے انکو یہ کچھ نہیں ٹھہرایا۔

اسلاف، صرف گنتی کے وہی چند رازی و غزالی نہیں جنھوں نے حضرت معاویہؓ وغیرہ کو قاتلِ عمارؓ اور باغی قرار دیا ہے بلکہ وہ ہزاروں صحابہؓ و تابعین بھی اسلاف ہی ہیں اور سب بعد والوں سے بڑھ کر اسلاف ہیں اور بعد والی ساری امت کے اسلاف ہیں، جنھوں نے حضرت عمارؓ کی شہادت کا واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر بھی حضرت معاویہؓ وغیرہ کو قاتلِ عمارؓ اور باغی قرار نہیں دیا۔ چنانچہ

الف:- سب سے پہلے حضرت علیؓ کو ہی لیجئے! یہ بغاۃ و خوارج کے احکام میں قدوہ مانے جاتے ہیں اور حضرت معاویہؓ سے ان کی براہ راست مڈھ بھیڑ ہوئی حضرت عمارؓ انہی کی طرف سے لڑتے ہوئے صفین میں شہید ہوئے، لیکن اس کے باوجود انہوں نے حضرت معاویہؓ وغیرہ کو حضرت عمارؓ کا قاتل اور ''الفئۃ الباغیہ'' کا مصداق نہیں ٹھہرایا۔ ورنہ تحکیم قبول نہ کرتے نیز رفع مصاحف یا ارسال مصحف کے جواب میں

"نعم!اناولی بذالک،بینناوبینکم کتاب اللہ"

(البدایہ والنہایہ ص ۲۷۳/ج ۷) نہ فرماتے بلکہ یہ فرماتے کہ حضرت عمارؓ کو قتل کر کے تم از روئے حدیث نبوی، باغی قرار پا چکے ہو اور باغیوں کے حق میں یہی مصحف

فقاتلو التی تبغی حتی تفئی الی امر اللہ۔

کا فیصلہ دے چکا ہے لہذا مزید اب کسی فیصلے کی ضرورت نہیں۔ بس یا تو بیعت کر کے میری اطاعت قبول کرو پھر اسی مصحف کے فیصلے کے مطابق آخر تک تم سے یوں ہی قتال جاری رکھا جائیگا۔ لیکن حضرت علیؓ یوں نہیں فرماتے بلکہ جنگ بندی قبول کر لیتے اور آخر کار مہادنہ (صلح) پر راضی ہو جاتے ہیں۔ جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ وہ حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کو اس حدیث کا مصداق نہ سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اس واقعہ سے نہ توکھبی اپنے حق میں اور حضرت معاویہؓ کے خلاف استدلال کیا اور نہ کسی کے سامنے اسکو حجت کے طور پر پیش ہی کیا۔ حتیٰ کہ شام پر دوبارہ حملہ کی تیاری کے موقع پر بھی اسکا نہ حوالہ دیا نہ کوئی ذکر اذکار ہی کیا حالانکہ اس اعتبار سے یہ واقعہ نہایت ہی اہم اور فیصلہ کن تھا۔ حضرت معاویہؓ کے خلاف، ان کی ایک قوی ترین اور مفید ترین دلیل تھی۔

نیز اسکی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ صاحب ہدایہ نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ باغیوں اور ڈاکوں میں سے جو مارا جائے اسپر نماز جنازہ نہ پڑھی جائیگی اور دلیل یہ دی ہے کہ حضرت علیؓ نے باغیوں کی نماز جنازہ نہ پڑھی تھی۔

ومن قتل من البغاۃ اوقطاع الطریق لم یصل علیہ لان علیاًؓ لم یصل علی البغاۃ۔

(ہدایتہ ص ۱۸۴/ج۱باب الشہید)

اور ادھر تاریخ سے ثابت ہے کہ حضرت علیؓ نے اصحابِ صفین کے قیدیوں میں سے فوت ہونے والوں پر نماز جنازہ پڑھی تھی اور مدمقابل مشاجراتی لشکروں نے ایک دوسرے کے مقتولین کی تجہیز و تکفین میں حصہ لیا تھا۔ چنانچہ

ا۔ عقبتہ بن علقمہ کہتے ہیں کہ میں جنگ صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ حاضر تھا۔ ان کی خدمت میں حضرت معاویہؓ کے ساتھیوں میں سے پندرہ قیدی لائے گئے۔ ان میں سے جو فوت ہوا اسکو غسل و کفن دیکر اسپر حضرت علیؓ نے نماز جنازہ پڑھی۔ (تلخیص ابنِ عساکر ص ۴۷/ج ۱ بحوالہ رحماء بینھم ص ۱۶۸/ج ۴)

ب۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ متعدد مؤرخین نے نقل کیا ہے کہ جنگ صفین وغیرہ کے موقع پر دن کے وقت فریقین میں جنگ ہوتی اور رات کے وقت ایک لشکر کے لوگ دوسرے لشکر میں جا کر ان کے مقتولین کی تجہیز و تکفین میں حصہ لیا کرتے۔ (البدایۃ والنہایۃ بحوالہ مقام صحابہ ص ۱۳۳) اس سے یہ بات بخوبی ثابت ہو جاتی ہے کہ حضرت علیؓ کے نزدیک اصحاب صفین. فقہی و شرعی باغی اور حدیث قتل عمار کے مصداق نہ تھے ورنہ وہ ان کی تجہیز و تکفین نہ کرتے، انپر نماز جنازہ نہ پڑھتے۔ لشکر مرتضوی کے لوگ لشکر معاویہ کے مقتولین کی تجہیز و تکفین میں حصہ نہ لیتے۔ کیونکہ صاحب ہدایہ کے بقول حضرت علیؓ نے باغیوں پر نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی۔

شراحِ حدیث کی اس جماعت متقدمین کا بیان کردہ حدیث کا یہ مصداق، صحیح ہے یا غلط؟ اسوقت اس سے بحث نہیں بلکہ اسوقت توصرف یہ بتانا ہے کہ اسلاف میں حضرت معاویہؓ وغیرہ کو حضرت عمارؓ کا قاتل اور الفئتہ الباغیہ کا مصداق ٹھہرانے والے ہی نہیں بلکہ وہ ہیں جوانکو یہ کچھ نہیں ٹھہراتے۔

---

(۱) چنانچہ حضرت معاویہؓ کے کان میں جوں ہی اس الزام کی بھنک پڑی انہوں نے بلا تأمل فوراً ہی اسکی تردید اور اصل قاتلوں کی نشان دہی کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"انحن قتلناه؟انماقتله الذين جاء وابه"

یعنی کیا ہم نے انکو قتل کیا ہے؟ (ہر گز نہیں بلکہ) حقیقت یہ ہے کہ انکو توان سبائیوں نے ہی قتل کیا ہے جو انکو اپنے ہمراہ لائے۔ (البدایہ والنہایہ ص۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱/ج ۷)

اسی طرح حضرت معاویہ کے دست و بازو حضرت عمرو بن العاصؓ کو جب حضرت عمار کی شہادت کا پتہ چلا تو آپ نے بھی فوراً یہی فرمایا کہ "ان کو انہیں لوگوں نے قتل کیا ہے جو انہیں لے کر آئے تھے (طبقات ابن سعد، طبقہ مہاجرین، حصہ دوم جلد پنجم ص ۷۹، ترجمہ شائع کردہ دارالمصنفین اعظم گڑھ) اسی طرح جب شامی لشکر نے حضرت عمار کی شہادت کا سنا تو وہ بھی اپنے ڈیروں اور خیموں سے یہ کہتے ہوئے نکل آئے کہ:

"انماقتل عماراً من جاء به"

کہ یقیناً عمار کو انہیں لوگوں یعنی سبائیوں نے قتل کیا ہے جو انہیں لائے تھے۔ (البدایہ ص ۲۷۰/ج ۷)

لوگوں نے حضرت معاویہؓ کے استفہام انکاری۔۔۔ "اونحن قتلنا عماراً" الخ"۔۔۔۔ کو انکار کی بجائے ایک تاویل بے بنا کر اس کی تردید و تغلیط کردی ہے۔ حالانکہ وہ اور ان کے ساتھی حضرت عمارؓ کو قتل کر کے اپنے فعل کی تاویل نہ کر رہے تھے بلکہ سرے سے الزام قتل کا ہی انکار، اصل حقیقت کا اظہار اور قاتلوں کی نشان دہی کر رہے تھے۔ یعنی وہ یہ نہ کہہ رہے تھے کہ حضرت عمار کو قتل تو گو ہم نے ہی کیا ہے لیکن اس کے ذمہ دار اور ملزم ہم نہیں بلکہ وہ ہیں جو انکو ہمارے سامنے لائے۔ بلکہ وہ یہ کہہ رہے تھے کہ ہم نے انکو سرے سے قتل ہی نہیں کیا بلکہ خود ان کے لشکری سبائیوں نے ہی انکو قتل کر کے جھوٹا الزام ہم پر لگا دیا ہے۔ کیونکہ تاویل تو کسی الزام کے اقرار کے بعد کی جاتی ہے جبکہ حضرت معاویہؓ اپنے الفاظ۔۔۔ انحن قتلنا عمارا "الخ"۔۔۔ میں الزام

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸ پر)

پھر بات گذشتہ ادوار کے اسلاف تک ہی محدود نہیں بلکہ ہمارے دور کے اکابر و علماء کی بھی ایک جماعت، حضرت معاویہؓ کی بجائے سبائیوں کو ہی حضرت عمارؓ کا قاتل اور الفئۃ الباغیہ کا مصداق قرار دیتی رہی ہے۔

ا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو کہ ہمارے دور کے محدث بے بدل، فقیہ بے مثل، علامہ زماں، محقق دوراں حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ، اسی حدیث پر گفتگو کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"بات یہ ہے کہ جس طرح حضرت علیؓ کی فوج میں بلوائی قاتلانِ عثمانؓ حیلہ و تدبیر سے شامل ہو گئے تھے، ممکن ہے اسی طرح کچھ بلوائی فوج معاویہؓ میں بھی شامل ہو گئے ہوں۔ اور انہوں نے حضرت معاویہؓ کو بدنام کرنے کے لئے حضرت عمارؓ کو قتل کر دیا ہو، جسکی ایک دلیل تو یہی ہے کہ قتلِ عمارؓ کے بعد بھی بات جہاں کی تہاں ہی رہی اور کوئی فیصلہ نہ ہوا، یہاں تک کہ تحکیم پر فریقین راضی ہو گئے۔ حضرت علیؓ نے بھی اسوقت یہ نہیں کہا کہ قتلِ عمارؓ سے میرا حق پر ہونا واضح ہو چکا ہے۔

اب کسی تحکیم کی ضرورت نہیں رہی۔ دوسرے وفاء الوفاء میں اس حدیث کو بزار وغیرہ کے حوالے سے یوں بیان کیا گیا ہے۔

یا عمار، لا یقتلک اصحابی، تقتلک الفئۃ الباغیۃ۔

(اے عمار تم کو میرے صحابہ قتل نہ کریں گے بلکہ باغی گروہ قتل کریگا) اس حدیث میں جماعت باغیہ کو صحابہ کے مقابلہ میں لایا گیا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ جماعت باغیہ، صحابہ کے علاوہ کوئی (اور) جماعت تھی۔ اور حضرت معاویہؓ کا صحابی ہونا قطعی ہے۔ پس انکو قاتلِ عمار کہنا ایسا ہی غلط ہے جیسا کہ حضرت علیؓ کو قاتلِ عثمان کہنا غلط ہے۔ اور باغی گروہ اسوقت بالاتفاق وہ بلوائی تھے جو حضرت عثمانؓ کے قاتل تھے، پس وہی گروہ، قاتل عمار تھا جو خفیہ طریقہ سے فوجِ معاویہؓ میں شامل ہو گیا تھا۔ واللہ اعلم حضرت امیر معاویہؓ نے قتلِ عمارؓ کی خبر سن کر صاف فرما دیا تھا کہ

"میری فوج میں سے کسی نے بھی حضرت عمارؓ کو قتل نہیں کیا، میری فوج میری تابعدار ہے۔ اور میں نے اسے سخت تاکید کر رکھی تھی کہ حضرت عمارؓ پر کوئی ضرب نہ آنے پائے، نہ ان پر کوئی ہتھیار اٹھائے۔ ہاں فوج علیؓ انکی تابعدار نہیں ہے۔ یہ انہی کا فعل معلوم ہوتا ہے۔ وہی قاتلِ عمار ہیں۔ بہر حال حضرت معاویہؓ

(بقیہ از صفحہ ۱۷)

کا اقرار نہیں کر رہے بلکہ بصورتِ استفہامِ انکاری اسکا انکار کر رہے ہیں۔ جب الزام کا سرے سے انکار ہی ہو گیا تو تاویل کی کیا ضرورت اور کیا تک رہی؟

یہ بھی واضح رہے کہ اصحاب صفین صحابہؓ و تابعین کی مراد "الذین جاء وا بہ" سے حضرت علیؓ اور انکے مخلص لشکری ہرگز نہ تھے بلکہ حضرت عثمانؓ کے قاتل و باغی، سبائی مفسد مراد تھے جو جمل کی طرح صفین کے بھی بلا شرکتِ غیرے ذمہ دار تھے۔

باغی نہ تھے وہ طالب قصاص دمِ (خون) عثمانؓ تھے الخ" (براۃِ عثمان ازص ۶۵ تا ۶۷)

تنبیہ

واضح رہے کہ حضرت مولانا عثمانی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر اپنی مایہ ناز کتاب۔ اعلاء السنن (ص ۵۰/ج ۱۵۰) میں بھی گفتگو فرمائی ہے۔ جو بظاہر ان کی مذکورہ بالا تحقیق کے خلاف معلوم ہوتی ہے۔ لیکن ان کی مذکورہ تحقیق چونکہ اعلاء السنن کی تصنیف سے تقریباً تیس سال بعد کی اور اس موضوع پر شاید ان کی آخری تحریر ہے، اس کے تقریباً سات سال بعد آپ کی وفات ہے لہذا اعلاء السنن کی تحریر کے مقابلہ میں ان کی یہ مذکورہ تحقیق ہی راجح، مقبول و معتبر اور اس سابقہ تحریر کے لئے ناسخ ہو گی۔

ہمارے دور کے ایک اور محقق حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری رحمہ اللہ بھی اسی سلسلہ میں رقمطراز ہیں۔

"تو حقیقت یہ ہے کہ سیدنا حضرت عمارؓ کی قاتل، سبائی باغی پارٹی ہے، ملعون سبائی پارٹی، الفئۃ الباغیہ!! بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ صرف حضرت عمارؓ کے نہیں، حضرت طلحہ وزبیر اور جمیع شہداء جمل و صفینؓ کے قاتل بھی یہی خارجی ملعون ہیں۔ حتیٰ کہ سیدنا حضرت علیؓ کے قاتل بھی، یہی سبائی مردود ہیں........یہی باغی ٹولی ہے فئہ باغیہ!"۔

آگے ابن حجر اور حضرت علیؓ سے اسکا ثبوت پیش کر کے لکھتے ہیں۔

"درحقیقت ابن سبا کی خارجی ٹولی کسی کی بھی حامی نہ تھی، یہ ملعون لوگ نہ حضرت عثمانؓ کی ذات کے دشمن تھے نہ حضرت علیؓ کی ذات کے دوست، دراصل یہ اسلام کے دشمن تھے اور اسلام سے یہودیت کا انتقام لینے کے لئے مسلمانوں میں خلاف و شقاق کا یہ سارا منصوبہ بنایا، پہلے امام مظلومؓ کو گھر میں شہید کیا، پھر جنگ جمل میں حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور دس ہزار مسلمانوں کا خون پیا، پھر صفین میں حضرت عمار اور ہزاروں مسلمانوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے اور گھر میں حضرت علیؓ کو شہید کر کے ان کے لہو سے اپنی پیاس بجھائیؓ۔ تو یہ سارے کرتوت اسی سازشی ٹولی، اسی سبائی پارٹی، فئہ باغیہ کے ہیں، لعنہم اللہ۔"

آگے ابن تیمیہ سے اسکی تائید نقل کر کے لمحہ فکریہ کے زیر عنوان تحریر فرماتے ہیں کہ

"اہل علم و فہم اور ارباب فکر و نظر کو اس حقیقت پر توجہ مبذول کرنا چاہیئے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمارؓ کے قاتلوں کو باغی ٹولی فرمایا ہے۔

تقتلک الفئۃ الباغیۃ۔

اور حضرت معاویہ اور انکی جماعت کو فرمایا۔ فئتین عظیمتین۔ فئہ باغیہ اور چیز ہے اور فئہ عظیمہ اور چیز۔ فئہ باغیہ باغی ٹولی، ملعون سبائی پارٹی ہے اور فئہ عظیمہ، حضرت معاویہؓ اور انکی عظیم جماعت۔"

(عادلانہ دفاع ازص ۲۱۳ تا ۲۱۶/ج ۲)

ن:- امام الشرق مناظر اہل سنت حضرت مولانا علامہ عبدالستار صاحب تونسوی مدظلہ نے بھی بڑی صراحت کے ساتھ الفئۃ الباغیہ کا مصداق، حضرت عثمانؓ کے قاتل سبائی معذوروں کو ہی قرار دیا ہے۔ چنانچہ زیرِ عنوان۔ "قاتل سبائی ملعون تھے نہ کہ حضرت معاویہؓ۔" انہوں نے لکھا ہے۔

"بعض حضرات کو حضرت عمارؓ بن یاسر کی شہادت سے یہ غلط فہمی ہو جاتی ہے کہ حضرت معاویہؓ کو نعوذ باللہ باغی سمجھنا چاہیئے، کیونکہ حضور ﷺ نے حضرت عمارؓ کو فرمایا تھا

تقتلک الفئۃ الباغیۃ

تجھے باغی گروہ قتل کریگا۔

مگر یہ حضرات دوسری حدیث پر غور نہیں فرماتے جس میں حضور پر نور ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا۔

یا عمار لا یقتلک اصحابی تقتلک الفئۃ الباغیۃ

اے عمار تجھے میرے صحابہ میں سے کوئی قتل نہ کریگا بلکہ تجھے باغی جماعت قتل کریگی۔ جس سے مراد حضرت سیدنا عثمانؓ خلیفہ راشد کے خلاف بغاوت کرنے والی جماعت ہے۔ چنانچہ حضرت معاویہؓ نے یہی تاویل کی تھی کہ میرے ساتھی میرے فرمانبردار ہیں میں نے انکو حضرت عمارؓ کے قتل سے منع کیا ہوا تھا لیکن علیؓ کے ساتھ ایسے لوگ ہیں جو ان کے نافرمان ہیں، حضرت عمارؓ کو انہی نے قتل کیا ہے۔ اور واقعی وہی باغی لوگ تھے جو سیدنا عثمانؓ کے قاتل اور حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کے قاتل اور فئہ باغیہ کے صحیح اور اصلی مصداق تھے، وہی حضرت عمارؓ کے قاتل تھے، انہی کے حق میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ وہ فئہ باغیہ ہوگا جو فتنہ و فساد کا موجب اور جہنمی قسم کے لوگ ہوں گے۔ حضرت معاویہؓ کی طرف یہ تاویل منسوب کرنا غلط ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ حضرت علیؓ انکو میدانِ جنگ میں لائے ہیں لہذا وہی ان کے قاتل ہیں۔ یہ محض سبائی افتراء ہے جو کہ سبائیوں نے از خود بنا کر حضرت معاویہؓ اور حضرت علیؓ کی طرف منسوب کیا ہے۔ حضرت عمارؓ کے قاتل نہ حضرت علیؓ ہیں نہ حضرت معاویہؓ ہیں کیونکہ یہ حضرات یقیناً حضور ﷺ کے صحابی ہیں اور کوئی صحابی، حضرت عمارؓ کا قاتل نہیں ہو سکتا۔ اسلام میں اولاً و بالذات باغی جماعت وہی ہے جو حضرت عثمان ذی النورین جیسے رحیم و کریم خلیفہ راشد کی خلافت راشدہ کے خلاف بغاوت کی مجرم ہو کر فئہ باغیہ کا حقیقی مصداق بنی۔ جس قدر احادیث اور روایات فئہ باغیہ کے متعلق ہیں وہ سب انہی مفسدین کے حق میں ہیں، دوسرے حضرات کے حق میں ان روایات کو بیان کرنا محض غلط فہمی اور اجتہادی غلطی ہے۔ (مدلل جواب از ص ۷۶ تا ۷۸)

ان حقائق و واقعات سے یہ بات بخوبی ثابت ہو گئی کہ اسلاف میں صرف حضرت معاویہؓ اور انکی جماعت کو حضرت عمارؓ کا قاتل اور "الفئۃ الباغیۃ" کا مصداق قرار دینے والے ہی نہیں بلکہ وہ بھی ہیں جو انکو یہ کچھ قرار نہیں دیتے۔

بنا بریں جن اسلاف متاخرین نے حضرت معاویہؓ اور انکی جماعت کو ہی قاتلِ عمارؓ اور باغی ٹھہرایا ہے،

اگر ان کے اس فیصلے کو قابلِ تاویل نہ مانا جائے بلکہ قابل حجت ہی فرض کر لیا جائے تو تب بھی ان کے اس فیصلے کو نہ اپنانا، اسلاف پر بدگمانی اور گمراہی کا راستہ ہرگز نہیں ہو سکتا، کیونکہ یہ تو تب ہو سکتا تھا جبکہ اس سلسلے میں اسلاف کا صرف یہی ایک موقف ہوتا۔ حالانکہ ابھی معلوم ہو چکا کہ اس سلسلہ میں اسلاف کا صرف یہی ایک موقف نہیں بلکہ حضرت معاویہؓ اور ان کی جماعت کو قاتل و باغی نہ ٹھہرانے والا ایک دوسرا موقف بھی ہے۔ جب اس سلسلے میں اسلاف کے دو موقف ہوئے تو ان میں سے جس موقف کو بھی اختیار کیا جائے وہ، اسلاف کا ہی موقف کہلائیگا۔ ان میں سے کسی کو بھی اس کے مدمقابل دوسرے موقف کے حوالہ سے اسلاف کی تغلیط و تردید، انپر بے اعتمادی و بدگمانی اور گمراہی کا راستہ ہرگز نہیں کہا جا سکتا بلکہ ایسا کہنا اور سوچنا بجائے خود مغالطہ دہی، خود فریبی بلکہ گمراہی کا راستہ ہے۔ لہذا اس شبہ کی حیثیت ایک بہت بڑے مغالطہ انگیز خلوسطے سے زیادہ کچھ نہیں۔

یہ الگ بات ہے کہ اسلاف کے ان دونوں موقفوں میں درجہ و مرتبہ کے اعتبار سے بہت بڑا فرق ہے۔ مثلاً

الف:۔ اسلاف متقدمین کا موقف اس مسئلہ کی اصل بنیاد یعنی حدیث قتل عمارؓ کے عین مطابق ہے جبکہ اسلاف متاخرین کا موقف اس کے سراسر خلاف، محض اس تاریخی مفروضے پر مبنی ہے کہ "حضرت عمارؓ چونکہ حضرت علیؓ کی طرف سے لڑتے ہوئے بمقابلہ حضرت معاویہؓ، شہید ہوئے لہذا گروہ معاویہؓ ہی انکا قاتل ہے"

ب:۔ اسلاف متقدمین کا موقف، اس مسئلہ کی اصل بنیاد یعنی حدیث قتل عمارؓ کے عین مطابق ہونے کی وجہ سے اپنے ظاہر پر ہے اور غیر ماؤل ہے جبکہ اسلافِ متاخرین کا موقف اس حدیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے خلاف ظاہر اور ماؤل ہے۔

ج:۔ اسلافِ متقدمین کی اکثریت قریب بکل صحابہؓ و تابعین پر مشتمل ہے جبکہ اسلافِ متاخرین میں کوئی ایک بھی صحابی یا تابعی نہیں ہے۔

د:۔ اسلاف متقدمین کی اکثریت قریب بکل کا زمانہ، خیر القرون مشہور لہا بالخیر کا زمانہ ہے۔ جبکہ اسلافِ متاخرین کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔

ہ:۔ اسلاف متقدمین کی اکثریت قریب بکل یا تو میدانِ واقعہ کی ہے یا زمانہ واقعہ کی، جسکی وجہ سے وہ، واقعہ قتلِ عمارؓ سے زیادہ واقف ہے جبکہ اسلافِ متاخرین میں سے کوئی ایک بھی نہ میدانِ واقعہ کا ہے نہ زمانہ واقعہ کا۔

و:۔ اسلافِ متاخرین صرف ہمارے ہی اسلاف ہیں جبکہ اسلافِ متقدمین خود ان اسلافِ متاخرین کے بھی اسلاف ہیں، لہذا جو مقام و مرتبہ اسلاف متاخرین کا ہے اس سے کہیں بڑھ کر مقام و مرتبہ اسلافِ متقدمین کا ہوگا، پھر وہی نسبت ان کے موقفوں کے مقام و مرتبہ میں بھی ہوگی۔

۱- حافظ ابنِ حجر عسقلانی اور حافظ عینیؒ نے حافظ مہلب، علامہ بطال اور شراحِ حدیث کی ایک جماعت کے بیان کردہ اس مصداق کو محل نظر اور غیر صحیح بتایا ہے۔ اول تو ان کی یہ بات کوئی اتنی وقیع نہیں کیونکہ اسکی جو وجوہ انہوں نے بیان کی ہیں ان کا معقول ومدلل جواب دیا جاسکتا ہے اور دینے والوں نے دیا بھی ہے۔ لیکن اگر ان کے اس ایراد و اعتراض کو من وعن صحیح بھی فرض کر لیا جائے تو حضرت معاویہ وغیرہ کا اس حدیث کا مصداق بننا تو تب بھی لازم نہیں آتا۔ کیونکہ حافظ مہلب و حافظ بطال وغیرہ نے دو باتیں کہیں ہیں۔ ایک یہ کہ صحابہؓ اس حدیث کا مصداق نہیں اور دوسری یہ کہ خوارج اسکا مصداق ہیں۔ ابن حجر و عینی نے محل نظر بتایا ہے تو ان کی دوسری بات کو بتایا ہے اس سے یہ ہر گز لازم نہیں آتا کہ انکی پہلی بات بھی محل نظر ہو جائے۔ یعنی اگر مہلب وغیرہ کا خوارج کو اس حدیث کا مصداق قرار دینا غلط ہو جائے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ پھر اسکا مصداق ضرور حضرت معاویہؓ وغیرہ ہوں۔ کیونکہ ان دونوں باتوں میں کوئی تلازم نہیں ہے۔ بلکہ یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ اسکا مصداق نہ حضرت معاویہؓ ہوں اور نہ وہ خوارج۔ بلکہ قاتلین عثمانؓ، سبائی مفسد اسکا مصداق ہوں۔ خوب اچھی طرح سمجھ لو۔

بخاری اکیڈمی ملتان کی اہم مطبوعات

صاحب طرز ادیب، مفکر احرار چودھری افضل حق کی خود نوشت سوانح

میرا افسانہ

قیمت: -/۱۱۰ روپے

رعایتی قیمت: -/۶۰ روپے، ڈاک خرچ: -/۱۰ روپے

تحقیق کی دنیا میں علماء اور دانشوروں سے داد و تحسین وصول کرنے والی اہم، تاریخی اور تہلکہ خیز کتاب

واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر
ایک نئے مطالعے کی روشنی میں

بے پناہ اضافوں کے ساتھ دوسرا اور نیا ایڈیشن

مصنف: مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی — قیمت:

مقدمہ: حضرت مولانا محمد منظور نعمانی — -/۱۵۰ روپے

مفکر احرار چودھری افضل حق کی تین شاہکار کتابوں کا مجموعہ

دیہاتی رومان
معشوقۂ پنجاب
شعور

قیمت: -/۳۵ روپے

عظیم مجاہد آزادی، فدائے احرار

مولانا محمد گل شیر شہید

● سوانح ● افکار ● خدمات

مؤلف: محمد عمر فاروق۔ صفحات ۴۰۴۔ قیمت: -/۱۵۰ روپے

بخاری اکیڈمی، دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان۔ فون: ۵۱۱۹۶۱

فضائل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بزبان رسول اکبر صلی اللہ علیہ وسلم

عبدالستار جھنگوی

۱۔ عن ابی ہریرۃ قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، مانفعنا مالہ مانفعنا مال ابی بکر، قالہ: فبکی، ابوبکر: وقال: وھلہ انا ومالی الالک اخرجہ احمد۔

سیدنا ابی ھریرہؓ سے روائت ہے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی کے مال نے مجھے اتنا منافع نہیں پہنچایا جتنا ابوبکرؓ کے مال نے پہنچایا۔ ابی ھریرہؓ کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیقؓ رو پڑے اور کہا میں اور میرا مال آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان۔

۲۔ عن ابی سلمۃ عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: بینما رجل فی غنم لہ فجاء الذئب فاخذ شاۃ منہا، فتبعھا الراعی لیاخذھا، فقال الذئب: فکیف تصنع یوم السباع، یوم لاراعی لھا غیری؟ فقال من حولہ: سبحان، سبحان اللہ! فقال: امنت بہ انا وابوبکر و عمر، وماھما ثم۔

ابی سلمہ ابی ہریرہ سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی ریوڑ لے کر جا رہا تھا بھیڑیا آیا اور اس نے ایک بکری کو اچک لیا چنانچہ چرواہے نے اس کا پیچھا کیا تاکہ اس سے بکری واپس لے۔ پس بھیڑیئے نے کہا قیامت کے دن تو کیا کرے گا جس دن میرے علاوہ کوئی چرواہا نہ ہوگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور ابوبکر و عمر اس پر یقین رکھتے ہیں۔

۳۔ عن عمروبن العاص قال: قلت: یارسول اللہ، ای الناس احب الیک؟ قال: عائشۃ، قلت: لیس من النساء، قال: ابوھا۔ اخرجہ الترمذی۔

سیدنا عمرو العاصؓ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ لوگوں میں سے زیادہ محبوب آپ کے ہاں کون ہے تو فرمایا عائشہ میں نے کہا عورتوں میں سے نہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (مردوں میں سے) اس کے باپ ابوبکر۔

۴۔ عن ابی سعید الخدری قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان امن الناس علی فی صحبتہ ومالہ

ابی سعید خدریؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لوگوں میں سے ابوبکر کی رفاقت اور مال مجھے زیادہ نفع پہنچایا اگر میں

ابوبکر، ولوکنت متخذاً خليلاً لاتخذت ابابكر خليلا، ولكن اخوة الاسلام، ولايبقين في المسجد خوخة الا خوحة ابي بكر- رواه المسلم

کسی کو دوست بناتا تو ابوبکرؓ کو دوست بناتا لیکن اسلامی بھائی چارہ ہی اصل ہے۔ مسجد کے تمام دروازے بند کر دیئے جائیں سوائے ابوبکر کے دروازے کے۔

۵- عن أبي حازم عن ابي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم- من أصبح منك اليوم صائماً؟ قال أبوبكر: أنا، قال: فمن أطعم ليوم مسكيناً؟ قال أبوبكر: أنا قال: فمن شهد منكم اليوم جنازةً؟ قال أبوبكر: أنا رواه المسلم-

ابی حازم ابی ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ آج کون روزے سے ہے تو ابوبکرؓ نے کہا۔ میں۔ فرمایا آج مسکین کو کس نے کھانا کھلایا؟ تو ابوبکرؓ نے کہا میں نے۔ فرمایا کس نے آج جنازے میں شرکت کی ہے۔ ابوبکرؓ نے کہا میں نے۔ فرمایا آج مریض کی عیادت کس نے کی ہے ابوبکر صدیقؓ نے کہا میں نے۔

٦- عن ابي هريرة قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من أنفق زوجين من شئي من الاشياء في سبيل الله دعي من أبواب الجنة: هذا خير- وللجنة أبواب، فمن كان أهل الصلاة دعي من باب الصلاة ومن كان من أهل الجهاد دعي من باب الجهاد، ومن كان من أهل الصدقة، دعي من باب الصدقة- ومن كان من أهل الصيام، دعي من باب الريان قال ابوبكر: هل على الذي يدعى من تلك الابواب من ضرورة؟ فهل يدعى منها احد يارسول الله؟ قال نعم، وارجوأن تكون منهم- أخرجه أحمد-

سیدنا ابی ہریرہؓ سے مروی ہے۔ کہتے ہیں میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا کہ جس نے اللہ کے لئے اپنے عیال پہ خرچ کیا وہ جنت کے دروازوں سے پکارا جائے گا۔ یہی بھلائی ہے اور جنت کے بہت سارے دروازے ہیں۔ جو نمازی ہے باب الصلاۃ سے بلایا جائے گا، مجاہد باب الجہاد سے بلایا جائے گا، صدقہ کرنے والا باب الصدقہ سے بلایا جائے گا۔ روزے دار باب الریان سے بلایا جائے گا۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے کہا یارسول اللہ ﷺ کیا کوئی ایسا آدمی ہے جو یقیناً ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اور مجھے امید ہے (اے ابوبکرؓ) تو انہیں میں سے ہوگا۔

٧- عن سعيد بن الميب عن ابي هريرة قال: انصرف رسول الله صلى الله

سعید بن المسیبؓ سے مروی ہے وہ ابی ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نماز

علیہ وسلم من الصلاۃ فاقبل علی اصحابہ فقال: بینما رجل یسوق بقرۃ فبدالہ ان یرکبہا، فاقبلت علیہ فقالت: انا لم نخلق ھذا انما خلقنا للحراثتہ فقال من حولہ: سبحان اللہ سبحان اللہ۔ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانی آمنت بہ، انا وابوبکر و عمر---فتح الباری

سے فارغ ہوئے اور اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ ایک آدمی بیل کو لئے جارہا تھا پس اس پہ سوار ہونے لگا تو بیل اس آدمی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا ہم سواری کیلئے نہیں پیدا کئے گئے ہم تو کھیتی باڑی کیلئے پیدا کئے گئے ہیں۔ قریب والے پکار اٹھے سبحان اللہ۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں اور ابوبکرو عمر اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

۸۔ عن ابی ابی ملیکۃ قال: سمعت ابن عباس یقول وضع عمر علی سریرۃ، اکتنفنہ الناس یصلون علیہ ویدعون۔ قبل یرفع، وانا فیہم فلم یرعنی الا رجل قد اخذ منکبی من ورای، فالتفت الی علی یترحم علی عمر۔ ثم قال: ماخلفت احدا احب الی من ان القی اللہ بمثل عملہ منک وایم اللہ ان کنت لاری ان یجعلک اللہ مع صاحبیک وذلک انی کنت اسمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: ذھبت انا وابوبکر۔ و عمر ودخلت انا وابوبکر و عمر وخرجت انا وابوبکر و عمر۔ وان کنت لاظن ان یجعلک اللہ معھما۔ ابن ماجہ۔

حضرت ابن ابی ملیکہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے ابن عباسؓ سے سنا کہ جب عمر غسل و تکفین کے بعد چارپائی پہ رکھے گئے تو قبل اس کے آپؓ کا جنازہ اٹھایا جائے چاروں طرف سے لوگوں نے انہیں گھیر لیا سب ان کے لئے دعائے رحمت کرتے تھے اور میں بھی ان میں سے تھا اس وقت یکایک کسی نے پیچھے سے آکر میرے دونوں شانے پکڑ لئے میں نے دیکھا تو وہ علیؓ تھے۔ انہوں نے سیدنا عمرؓ کے لئے دعا کی اور بکمال حسرت وافسوس فرمایا کہ اے عمرؓ آپ نے اپنے بعد کسی ایسے شخص کو نہ چھوڑا جو آپ جیسے اعمال نامہ کے ساتھ خدا سے ملتا قسم بخدا مجھے یہی خیال تھا اللہ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ کر دے گا۔ کیونکہ میں اکثر اوقات نبی اکرم ﷺ سے سنا کرتا تھا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ میں گیا--- اور ابوبکر و عمر گئے میں داخل ہوا اور ------ اور ابوبکر و عمر داخل ہوئے گویا کہ آپ ﷺ ہر کام میں دونوں کو شریک کر لیتے تھے۔ میرا یقین ہے اللہ آپ کو دونوں ساتھیوں کے ساتھ کر دے گا۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

نبی اکرم ﷺ نے سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے

لابی بکرہ الصدیق انت صاحبی فی الغار وصاحبی فی المزار و صاحبی علی الحوض وصاحبی فی الجنۃ۔

فرمایا تو غار و مزار کا میرا ساتھی ہے۔ اور حوض کوثر اور جنت کا میرا رفیق ہے۔

۱۰۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان وزیرین فی السماء ووزیرین فی الارض اما وزیرای فی السماء مجبرائیل ومیکائیل اما وزیرای فی الارض فابو بکر وعمرؓ۔

حضرت ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بلاشبہ میرے دو وزیر آسمان میں ہیں اور دو ہی وزیر زمین میں ہیں۔ آسمان والے وزیر جبرائیل۔ میکائیل ہیں اور زمین والے وزیر ابوبکر و عمر ہیں۔

۱۱۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی بکرہ الصدیق انت عتیق اللہ من النار۔

آنحضرت ﷺ نے ابوبکر صدیقؓ سے فرمایا کہ آپ نار جہنم سے آزاد ہیں۔

۱۲۔ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احفظونی فی اصحابی فمن حفظنی فی اصحابی رافقنی علی حوض ومن لم یحفظنی فیھم لم یررد حوضی ولم یرنی الا من بعید۔ ابن عساکر۔

ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ کے معاملہ میں میرا لحاظ اور میری حفاظت رکھو: سو جو کوئی ایسا کرے گا وہ حوض کوثر پر میرے ساتھ ہوگا اور جو ایسا نہ کرے گا وہ حوض کوثر سے محروم رہے گا۔ اور مجھے بھی محض دور ہی سے دیکھ سکے گا۔

۱۳۔ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اختار لی اصحابی فجعلھم اصاحبی واصھاری وسیجیٔ من بعدی قوم ینتقصونھم ویسبونھم فان ادرکتموھم فلا تناکحوھم ولاتواکلوھم ولاتشاربوھم ولاتصلوا معھم ولاتصلواعلیھم۔ کنزالعمال۔

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چن لیا ہے اور میرے اصحاب بھی چن لئے ہیں۔ اور ان کو میرے صحابہ، میرے مددگار اور میرے سسرالی رشتے کے اقربا بنا دیا عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو ان میں عیب نکالیں گے اور انہیں برا بھلا کہیں گے اگر تم ایسے لوگوں کو پاؤ تو ان کے ساتھ شادی بیاہ اور کھانے پینے کے تعلق مت قائم کرنا اور نہ تم ان کے ساتھ نماز پڑھنا اور نہ ان کے مردوں پہ نماز پڑھنا۔ (بقیہ ص ۳۸ پر دیکھیں)

علامہ اقبالؒ

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

اک دن رسولِ پاکؐ نے اصحابؓ سے کہا
دیں مال راہِ حق میں جو ہوں تم میں مالدار

ارشاد سن کے فرطِ طرب سے عمرؓ اُٹھے
اس روز اُن کے پاس تھے درہم کئی ہزار

دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ صدیقؓ سے ضرور
بڑھ کر رکھے گا آج قدم میرا راہوار

لائے غرض کہ مال رسولِ امیںؐ کے پاس
ایثار کی ہے دست نگر ابتدائے کار

پوچھا حضور سرورِ عالمؐ نے اے عمرؓ!
اے وہ کہ جوشِ حق سے ترے دل کو ہے قرار!

رکھا ہے کچھ عیال کی خاطر بھی تو نے کیا؟
مسلم ہے اپنے خویش و اقارب کا حق گزار

کی عرض نصف مال ہے فرزند و زن کا حق
باقی جو ہے وہ ملتِ بیضا پہ ہے نثار

اتنے میں وہ رفیقِ نبوتؐ بھی آ گیا
جس سے بنائے عشق و محبت ہے استوار

لے آیا اپنے ساتھ وہ مردِ وفا سرشت
ہر چیز جس سے چشمِ جہاں میں ہوا اعتبار

ملکِ یمین و درہم و دینار و رخت و جنس
اسپِ قمر سم و شتر و قاطر و حمار

بولے حضورؐ چاہیے فکرِ عیال بھی
کہنے لگا وہ عشق و محبت کا رازدار

اے تجھ سے دیدۂ مہ و انجم فروغ گیر
اے تیری ذات باعثِ تکوینِ روزگار

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لیے ہے خدا کا رسولؐ بس!

شمس الاسلام بہاری

تمہارے حسن کی مشعل بجھی بجھی کیوں ہے؟

چھوڑو یار تمہیں تو ہر وقت مذاق سوجھے ہے۔ ہمارے ملک کا کیا بنے گا، میں اس پریشانی میں ہوں۔ کئی دنوں سے میری روح بھی کانپ رہی ہے، اور نکلی نہیں۔ آبادی بڑھے گی، مسائل بڑھیں گے، مہنگائی ہوگی، جاگیردار اور سرمایہ دار متکبر و مغرور وجابر وقاہر اور مستبد ہو جائیں گے اور کیا ہوگا؟

میرا یہ مطلب نہیں۔

تو پھر تمہارا مطلب ہی کیا ہے۔

نہیں یار میرا مقصد یہ ہے کہ ملک میں ہونے والے فرقہ واریت کے ہنگامے بہت خوفناک اور کربناک ہیں،

ایک قافیہ تم بھول گئے، کڑکناک بھی ہیں۔

یار خدا کے لئے کسی وقت سیریس بھی ہوا کرو تمہارے ساتھ تو بات کرنا ۹۹ کا گھاٹا ہے،

ایک میرا ڈال لو اور گھاٹا سو فیصد دکھادو دفتر والے مطمئن ہوجائیں گے اور تمہارا کام بن جائے گا تمہارے بڑوں کا بھی تو یہی دستور ہے۔

یہی تو فرقہ واریت ہے بات مجھ سے کر رہے ہو اور در گھسیٹا مرے بڑوں کو انہوں تمہارا کیا بگاڑا ہے؟

انہوں نے ہمارا تو کچھ نہیں بگاڑا اپنا ہی خانہ خراب کیا ہے یا تمہارا اور تم جیسوں کا بیڑا غرق کیا ہے۔

دیکھو تم حد سے بڑھ رہے ہو اور پھر اس دفتر میں تمہیں اس طرح کی گفتگو کرنی ہی نہیں چاہیئے یہ بداخلاقی کی حد تک گری ہوئی بات ہے۔

واہ جی واہ خوب رہی مرزا اخلاق بیگ صاحب پنجابی میں کہتے ہیں "چھاننی وی چھج نوں مہنے مارے" یعنی چھلنی بھی چھاج کو طعنے دے۔ کیوں مرزا اخلاق بیگ گورداسپوری صاحب میں نے کونسی بداخلاقی کی آپ سے۔ میں نے تو اپنی روزمرہ کی عادت کے مطابق تم سے اسی لب ولہجہ میں بات کی ہے۔ تم خود ہی کہہ رہے تھے کبھی تو سیریس بھی ہوا کرو۔

تم مذاق تو کر رہے تھے مان لیا مگر یہ خانہ خراب اور بیڑا غرق بھی کہیں گفتگو کا حصہ ہے پھر میرے بڑوں کو بھی تم نے رگیدا۔ کیا یہ بلند اخلاقی ہے؟

میں نے تمہارے بڑوں کو جو کچھ بھی کہا ہے علم و مطالعہ کی میز سے کہا ہے یونہی ہوائی فائر نہیں کیا سمجھے۔ اور میں سیریس ہو کر تمہیں بتاتا ہوں کہ میں نے تمہیں ایسا کیوں کہا ہے۔ میرے نزدیک تم اسی قابل ہو بلکہ

اس سے بھی بد تر۔ ہم لوگوں نے آج تک تمہیں برداشت کیا تو یہ ہمارے اخلاق عالیہ کا حصہ ہے اور رواداری جواب غیرت کی حدیں پھلانگ رہی تھی لو سنو،

یار میری بھی تو سن تو تو سچ مچ۔

بس بس کوئی یار وار نہیں بلکہ تم تو یار مار ہو۔ مارِ آستین اب صبر سے بیٹھو۔ چودھری جی، ملک صاحب، میاں صاحب آپ لوگ بھی آجائیں۔ آج میں اس مرزا اخلاق بیگ گورداسپوری کے گرو جی بلکہ گرو گھنٹال کی باتیں آپ کو سناتا ہوں۔ آپ بھی سنیں اور اس بات پر گواہ ہوجائیں کہ میں نے اسے جو کچھ کہا سچ ہے۔

۱) اس کا گرو گھنٹال مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے

صد حسین است در گریبانم

سو حسین میرے گریبان میں ہے۔ کجا غلام احمد قادیانی (لعن) کجا ابنِ رسول ﷺ صبغتہ اللہ سیدنا حسینؓ...!

حضور ﷺ نے فرمایا "میرا حسینؓ جنت کا پھول ہے۔"

اور غلام احمد قادیانی (لعن) ملکہ وکٹوریہ کے قدموں کی دھول ہے، یہ بد اخلاقی نہیں؟ اب چپ کیوں ہو بولتے کیوں نہیں؟ اب دل پہ تالا لگ گیا، منہ سل گیا، دماغ شل ہوگیا کیا؟

ملک صاحب! آپ ہم سب میں بڑے ہیں آپ ہی انصاف کریں اگر میں نے یہ کہہ دیا تمہارے بڑوں نے اپنا خانہ خراب کیا یا تمہارا اور تم ایسوں کا بیڑا غرق کیا ہے تو اس میں بد اخلاقی کی کیا بات ہے۔

اب یہ بولتا نہیں۔

ہاں ہاں تم ٹھیک کہتے ہو ہم نے تو برس ہا برس اسی لئے اکھٹے گزار دیئے کہ ایک جگہ رہنا ہے مگر یہ لوگ بہت روشن خیالی پوز کرتے اور بڑے وہجی ٹیبل "اخلاق عالیہ" کا مظاہرہ کرتے ہیں ان عقل کے اندھوں کو اتنی سی بات سمجھ نہیں آتی کہ ایک صحابئ رسول کے سامنے ساری امت کی متفقہ شخصیتیں بھی ہیچ ہیں۔ اور پھر سیدنا حسینؓ جیسا صحابئ رسول جو نواسۂ رسول بھی ہے۔ سوار دوشِ رسول بھی اور جگر گوشۂ بتول بھی ان کے سامنے تو بڑی سے بڑی قد آور شخصیت بھی اپنے قد کے ساتھ ٹھہر نہیں سکتی۔

اور ان کے بزرگ مرزا غلام احمد قادیانی ہیں ہی متنازع شخصیت۔ امت صادقہ کا تین بٹا چار حصہ انہیں کافر، مرتد، واجب القتل سمجھتا ہے۔ ۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت کی بنیاد بھی یہی تھی۔

مجلس احرار اسلام کی سیاست سے ہمیں بھی سخت اختلاف ہے مگر یہ تحریک تو تمام احراریوں کے لئے جنت کا سرٹیفکیٹ ہے ابدی سرٹیفکیٹ۔ غلام احمد قادیانی کو تو اس کے دونوں بیٹوں فضل احمد اور سلطان احمد نے نہیں مانا تھا۔ ہم کیسے مان لیں اور یہ کوئی ماننے والی شخصیت ہی نہیں اس کی اردو اتنی گندی ہے کہ ناک پہ کپڑا رکھنا پڑتا ہے۔ اسی کے دور کے ولی دکنی اور میر امن دہلوی ہیں۔ ایسی فصیح اردو ہے معلیٰ

(بقیہ صفحہ ۳۸ پر)

جہنم سے فرار

طاہر رزاق

"میں صبح سے شام تک تانگہ چلاتا ہوں لیکن گھر کی دال روٹی پھر بھی نہیں چلتی۔ گھوڑے کے چارے اور دانے کا خرچہ بھی خاصا ہے۔ مختلف ضروریات کے وقت تھوڑی تھوڑی رقم جو لوگوں سے ادھار لی تھی' اب وہ دس ہزار تک پہنچ چکی ہے۔ میں بڑی مشکل سے فہیم الدین کو آٹھویں جماعت تک پڑھا سکا ہوں۔ اب غربت نے میرے ہاتھ باندھ دیے ہیں اور میری ہمت جواب دے گئی ہے' لہٰذا اب میں نے یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ فہیم الدین کو سکول سے اٹھالیا جائے"۔

کرم الٰہی کوچوان نے انتہائی رنجیدہ خاطر ہو کر اپنی بیوی حنیفاں سے کہا۔ خاوند کی یہ پریشان کن باتیں سن کر حنیفاں نے ٹھنڈی آہ بھری جیسے غربت کو نگلنے کی کوشش کر رہی ہو۔ حنیفاں ایک تابعدار بیوی کی طرح اٹھی اور دن بھر کے تھکے ہارے خاوند کو بڑی محبت سے روٹی گرم کر کے دی اور کہا کہ کھانا کھائیے۔ جان ہے تو ان دکھوں کا مقابلہ کر ہی لیں گے۔ کھانے کے دوران میاں بیوی میں گفتگو کا دور بھی چلتا رہا۔ حنیفاں ایک بہادر اور مدبر عورت تھی۔ اس نے خاوند کو حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔

"سرتاج! آپ فہیم الدین کی تعلیم کی کوئی فکر نہ کریں۔ اللہ نے مجھے صحت دے رکھی ہے۔ میں لوگوں کے گھروں میں برتن مانجھ لیا کروں گی اور اس آمدنی سے فہیم الدین کی تعلیم کا سلسلہ چلتا رہے گا"۔

کرم الٰہی کوچوان مارے غصے کے کانپنے لگا اور غیرت سے اس کے نتھنے پھول گئے جن سے سانس شوں شوں کر کے نکلنے لگی۔ اس نے غصے میں کانپتے ہوئے اپنی بیوی سے کہا

"یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ تم میری زندگی میں لوگوں کے گھروں میں نوکری کرو۔ یہ میری غیرت کا خون ہوگا"۔

حنیفاں نے ایک ماہر وکیل کی طرح دلائل دیتے ہوئے کہا

"محنت میں کیا عار ہے۔ میں کاسہ گدائی لے کر کسی کے گھر مانگنے تو نہیں جاؤں گی' کام کاج ہی تو کرنے جاؤں گی۔ بیٹے کو تعلیم کی راہ سے ہٹا لینے سے یہ محنت مشقت کی راہ بہتر ہے"۔

آخر حنیفاں نے خاوند کو اپنے موقف کے حق میں قائل کر لیا۔

فہیم الدین واقعتا اپنے نام کی تعبیر تھا۔ وہ ہمیشہ کلاس میں اول آتا۔ اساتذہ اس سے بڑی محبت کرتے۔ آخر وہ وقت آ گیا' جب فہیم الدین نے میٹرک کے امتحان میں پورے سرگودھا بورڈ میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔ ماں باپ خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ محلے کے سینکڑوں لوگ آج مبارک باد دینے کے لیے ان کے گھر میں جمع تھے۔ کرم الٰہی کوچوان نے پورے محلے میں بتاشے تقسیم کیے۔ فہیم الدین کو محکمہ تعلیم سے وظیفہ ملنا شروع ہو گیا اور وہ اپنی تعلیم کا خرچہ خود اٹھانے کے قابل ہو گیا۔

فہیم الدین نے ٹی آئی کالج ربوہ میں ایف۔ ایس سی میں داخلہ لے لیا۔ ایف۔ ایس سی کے امتحان میں وہ پورے ضلع میں اول آیا۔ اسے ایف۔ ایس سی میں بھی محکمہ تعلیم کی طرف سے وظیفہ ملا۔ اب فہیم الدین اپنی ماں کے سامنے سخت چٹان کی طرح ڈٹ گیا اور اس نے ماں کے مشقت والے ہاتھ مضبوطی سے پکڑ کر کہا۔

"اماں! اب میں تجھے لوگوں کے گھروں میں کام کاج کے لیے نہیں جانے دوں گا۔ اب میں جوان ہو چکا ہوں۔ مجھے اپنی مزید پڑھائی کے لیے حکومت کی طرف سے وظیفہ بھی ملے گا اور میں ٹیوشن پڑھا کر ابا جان کا ہاتھ بھی بٹاؤں گا۔ پیاری ماں! تجھے میری محبت کی قسم' اب تو لوگوں کے گھروں میں نہیں جائے گی"۔

ماں نے لاڈلے بیٹے کے سامنے ہتھیار پھینک دیے۔ فہیم الدین کو انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں داخلہ مل گیا۔ وہاں سے اس نے انجینئرنگ کی ڈگری امتیازی حیثیت سے حاصل کی۔ تعلیم سے فارغ ہوتے ہی اسے ایک پرائیویٹ فرم میں پانچ ہزار ماہانہ کی نوکری مل گئی۔ اس کی اعلیٰ کارکردگی کو دیکھتے ہوئے فرم نے چھ ماہ بعد اسے انگلستان بھیج دیا۔ وہاں سے اس نے لاکھوں روپے کما کر والدین کو بھیجے۔ کرم الٰہی کوچوان کے گھر سے غربت رخصت ہو گئی اور پیسے کی ریل پیل نے گھر میں ایک چمک پیدا کر دی۔ کرم الٰہی کوچوان نے تانگہ بیچ دیا اور وہ گھر میں فرصت کے لمحات گزارنے لگا۔ پھر فہیم الدین کی ایک امیر قادیانی گھر میں شادی کر دی گئی کیونکہ فہیم الدین کے والدین بھی قادیانی تھے۔ اپنے قواعد کے مطابق ایک قادیانی مبلغ نے ربوہ میں اس کا نکاح پڑھایا۔ دو سال میں فہیم الدین کے ہاں دو بیٹے پیدا ہوئے۔ وہ انگلستان میں انتہائی خوشحالی کی زندگی گزار رہا تھا لیکن دفتر میں اسے اس تکلیف کا شدت سے احساس تھا کہ مسلمان ملازمین

اس کے قادیانی ہونے کی وجہ سے اس سے کھنچے کھنچے رہتے تھے۔ وہ اس کے ساتھ کھانا کھانے سے پرہیز کرتے تھے۔ کئی تو اس سے سلام بھی نہ لیتے تھے۔ اسے اپنی شادی غمی کے پروگراموں میں بھی نہیں بلاتے تھے۔ یوں فہیم الدین مسلمانوں سے کٹا کٹا سا رہتا تھا۔

ایک دن اس کا ایک انجینئر دوست ہدایت خان اس کے پاس آیا اور کہنے لگا

"فہیم الدین! آج لندن کے ویمبلے ہال میں ختم نبوت کانفرنس ہے، جس میں دنیا بھر سے علمائے کرام تشریف لا رہے ہیں۔ میں آپ کو کانفرنس میں شمولیت کی دعوت دیتا ہوں۔ جانے اور سننے میں کیا حرج ہے"۔

پہلے تو فہیم الدین کچھ ہچکچایا لیکن پھر اس نے جانے کی ہامی بھر لی۔ کیونکہ ہدایت خاں نے اسے دعوت ہی اس موثر اور دل نشین انداز میں دی تھی کہ اس کے پاس دعوت کو رد کرنے کے الفاظ ہی نہ تھے۔ دونوں دوست مقررہ تاریخ پر بروقت ویمبلے ہال میں پہنچ گئے اور اگلی نشستوں پر انہیں جگہ مل گئی۔ تلاوت کلام پاک سے کانفرنس کا آغاز ہوا۔ خوش الحان قاری نے سورۃ الاحزاب، جس میں خاتم النبیین محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا ذکر بڑی صراحت سے ہے، کی آیات مبارکہ کی تلاوت اس سوز سے کی کہ حاضرین پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی۔ تلاوت قرآن کے بعد نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کی گئی، جس میں نعت خواں صاحب نے عقیدۂ ختم نبوت پر منظوم انداز میں خوب روشنی ڈالی۔ پھر تقریروں کا نورانی سلسلہ شروع ہوا۔ مقررین آتے رہے اور عقیدۂ ختم نبوت اور رد قادیانیت کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار فرماتے رہے۔ آخر میں ایک وجیہہ اور منور چہرہ والے بزرگ مقرر تشریف لائے۔ انہوں نے حاضرین سے خطاب فرماتے ہوئے کہا

"میں آج صرف قادیانیوں کو دعوت اسلام کے موضوع پر تقریر کروں گا۔ انہوں نے کہا کہ جہاں ہم قادیانیوں کے خلاف جہاد کرتے ہیں، وہاں ہمیں راتوں کو بیدار ہو کر اللہ کے سامنے اپنے ہاتھوں کو پھیلا کر ان کی ہدایت کے لیے پرسوز دعائیں بھی مانگنی چاہئیں۔ ہم عالمگیر نبیؐ کے عالمگیر امتی ہیں۔ ہمیں ہر انسان کو جہنم میں جانے سے بچانا چاہیے۔ یہ ہمارا فرض منصبی ہے کیونکہ ختم نبوت کے بعد اس کائنات میں کسی نئے نبی نے تو دنیا میں آنا نہیں، لہٰذا دعوت و تبلیغ کی ساری ذمہ داری امت محمدیہؐ پر ڈال دی گئی ہے۔ اس لیے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ جہاں وہ عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کرے، وہاں وہ قادیانیوں کی قادیانیت کے شیطانی پنجہ سے رہائی کی بھی بھرپور کوشش کرے"۔

انہوں نے قادیانیوں سے کہا "اے قادیانیو! تم دنیا کے ہر معاملہ میں خوب غور و فکر کرتے ہو۔ سوچ

اور فکر کے گھوڑے دوڑاتے رہو۔ ایک روپے کا مٹی کا پیالہ خریدنا ہو تو خوب ٹھونک بجا کر دیکھتے ہو۔ جوتا خریدنا ہو تو سارے بازار کا چکر لگاتے ہو۔ سبزی خریدنی ہو تو سونگھ سونگھ کر دیکھتے اور دیکھ دیکھ کر سونگھتے ہو۔ بچے کے لیے سکول و کالج کا انتخاب کرنا ہو تو ہر ہر پہلو سے جائزہ لیتے ہو۔ بیٹے یا بیٹی کا رشتہ دیکھنا ہو تو شجرۂ نسب کھنگال ڈالتے ہو۔ لیکن مرزا قادیانی کو نبی ماننا ہو تو بالکل نہیں سوچتے۔ کوئی دلیل طلب نہیں کرتے۔ کبھی غور و فکر کے مراقبے میں نہیں بیٹھتے"۔

انہوں نے کہا "عقیدہ وہ چیز ہے جس پر تمہاری اگلی لامتناہی زندگی کا دارومدار ہے۔ عقیدہ ٹھیک ہوگا اور اگر اعمال کم بھی ہوں گے تو نجات ہو جائے گی۔ لیکن اگر عقیدہ غلط ہوگا اور اعمال ہمالیہ پہاڑ جتنے بھی ہوں گے تو نجات نہیں ہوگی۔ تمہارے پاس موت کی آخری ہچکی تک کے لیے مہلت باقی ہے۔ اس مہلت کو اللہ تعالیٰ کی مہلت جلیلہ سمجھو۔ اس سے فائدہ اٹھاؤ کیونکہ اس مہلت کے بعد پھر کوئی مہلت نہیں ہوگی"۔

پھر جب انہوں نے جنہم اور اس کی سزاؤں کا نقشہ کھینچا تو پورا ہال کپکپا اٹھا۔ اس بزرگ عالم کی تقریر نے فہیم الدین کے دل و دماغ میں ایک طوفان بپا کر دیا۔ وہ گھر آیا تو اس کے دماغ میں اس عالم کے الفاظ گونجنے لگے۔ اسے راتوں کو بڑی بڑی دیر تک نیند نہ آتی۔ وہ بستر پر دراز خلا میں گھورتا رہتا۔ اتفاق سے پند رہ دن بعد اسے ایک ماہ کی رخصت پر پاکستان جانا تھا۔ وہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ پاکستان چلا گیا۔ رات کا کھانا کھانے کے بعد باپ' ماں اور بیٹا' تینوں بیٹھے تھے کہ فہیم الدین اپنے والدین سے کہنے لگا "آج مجھے آپ سے ایک انتہائی اہم میٹنگ کرنی ہے"۔ پھر وہ انتہائی تجسس کے ساتھ اپنے باپ سے پوچھتا ہے۔

"ابا جان! آپ قادیانی کیسے ہوئے؟"

باپ جواب میں کہتا ہے "ہم بھارت کے شہر جالندھر کے رہنے والے تھے۔ تقسیم وطن کے بعد جڑانوالہ کے ایک گاؤں میں آگئے۔ سکھوں نے ہمارا سب کچھ لوٹ لیا۔ خالی ہاتھ یہاں پہنچے۔ میں نے اور تمہاری والدہ نے سڑک کے کنارے ایک چھوٹی سی جھونپڑی بنائی اور اس میں رہنے لگے۔ میں دن کے وقت محنت مزدوری کی تلاش میں نکل جاتا۔ اگر کہیں کوئی کام مل جاتا تو رات کو کھانے کو کچھ مل جاتا ورنہ بھوکے ہی سو جاتے۔ ایک دن میں اسی پریشانی میں جھونپڑی سے باہر بیٹھا تھا کہ ایک سیاہ رنگ کی کار جھونپڑی کے قریب آ کر رکی۔ اس سے ایک ادھیڑ عمر شخص باہر نکلا۔ مجھے بڑی محبت سے ملا۔ میرا حال پوچھا۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے یہ آدمی نہیں بلکہ اللہ نے رحمت کا کوئی فرشتہ بھیج دیا ہو۔ میں نے اسے

اپنی ساری بپتا سنائی۔ دو دن کے بعد وہ آدمی پھر آیا اور ہمیں ربوہ لے گیا۔ وہاں ہمیں ایک چھوٹا سا مکان رہنے کے لیے دے دیا گیا۔ پھر اس آدمی نے مجھے ادھار میں ایک تانگہ خرید کر دیا۔ میں ربوے میں تانگہ چلانے لگا اور ہر ماہ تانگہ کی ادھار لی ہوئی رقم کا کچھ حصہ ادا کرنے لگا۔ میں نے پانچ سال میں ساری رقم ادا کردی۔ اسی دوران میں اس کاروالے شخص کے کہنے پر قادیانی ہو گیا"۔

"قادیانی ہوتے وقت آپ نے کچھ سوچا نہیں؟" فہیم الدین نے پوچھا۔

"میں نے سوچا جس شخص کا اخلاق اتنا اچھا ہے' اس کا دھرم بھی اچھا ہی ہوگا" اس کے والد نے جواب دیا۔

"ابا جی! آپ نے تبدیلی مذہب کرتے ہوئے کوئی سوچ بچار نہ کی؟"

"بیٹا! میں ان پڑھ آدمی تھا۔ اس شخص کے مالی تعاون سے ممنون ہو کر قادیانی ہو گیا"۔

"امی جان! کیسے قادیانی ہوئیں؟"

"بیٹا! جب میں قادیانی ہو گیا تو یہ بھی ہو گئی۔ اس بیچاری کو کیا پتہ؟"

"ابا جی! اب قادیانیت کے بارے میں آپ کی معلومات"۔

"بیٹا! میں بالکل نہیں جانتا۔ صبح تانگہ لے کر جاتا اور شام کو تھکا ہارا واپس آتا۔ آتے ہی کھانا کھاتا اور سو جاتا۔ یہی میری زندگی تھی۔ مجھے مذہب کا کیا پتہ؟ یہی حال تمہاری امی کا ہے"۔

فہیم الدین نے ایک لمبی سرد آہ بھری اور سر پکڑ کر بیٹھ گیا اور بولا۔

"ابا جی! ایمان وہ نعمت ہے جس پر دنیا کی ساری نعمتیں قربان کی جا سکتی ہیں۔ آپ نے صرف مکان اور تانگے کے عوض مذہب تبدیل کر لیا۔ آپ نے صرف ایک شخص کا مشفقانہ سلوک دیکھ کر مرزا قادیانی کو نبی مان لیا۔ اگر وہ شخص قادیانی کی بجائے عیسائی ہوتا تو آج ہم سب عیسائی ہوتے۔ اگر وہ شخص پارسی ہوتا تو آج ہم پارسی ہوتے۔ اگر وہ شخص ہندو ہوتا تو آج ہم بھی ہندو ہوتے۔ یہ تو تبدیلی مذہب کا کوئی جواز نہیں"۔

اب فہیم الدین منزل حقیقت تک پہنچنے کے لیے یوں بے چین تھا جیسے ریگستان میں کوئی بھولا بھٹکا پیاسا مسافر پانی کی تلاش میں ہو۔ وہ لاہور پہنچا اور اپنے ایک مسلمان دوست کے توسط سے ایک نامور عالم دین کے پاس حاضر ہوا اور اپنے شکوک و شبہات ان کے سامنے رکھے اور ان سے رہنمائی کی درخواست کی۔ وہ عالم دین اسے بڑی محبت سے ملے۔ بڑے تپاک سے اپنے پاس بٹھایا اور اس کے شکوک و شبہات کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بیٹا نبوت کا روشن سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ختم ہوگیا۔ اس کائنات ارض و سما میں سب سے پہلے نبی آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخری نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں۔ قرآن پاک کی ایک سو سے زائد آیات اور دو سو دس سے زائد احادیث عقیدۂ ختم نبوت پر دلالت کرتے ہوئے موجود ہیں"۔ پھر انہوں نے قرآن و حدیث کی چند آیات اسے سنائیں۔

انہوں نے کہا "مرزا قادیانی نے انگریزوں کی ایک بھیانک سازش کو کامیاب کرنے کے لیے نبوت کا ڈرامہ رچایا۔ پھر انہوں نے مرزا قادیانی کی کتابوں سے وہ حوالہ جات پیش کیے جس میں مرزا قادیانی نے خود لکھا ہے کہ میں انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ مرزا قادیانی نے ظلی و بروزی نبی ہونے کا دعویٰ کیا حالانکہ کائنات میں کوئی بھی ظلی و بروزی نبی نہیں آیا۔ پھر انہوں نے مرزا قادیانی کی کتابوں سے وہ حوالے دکھائے جس میں مرزا قادیانی نے اپنی نبوت کا انکار کیا ہے اور مدعی نبوت کو کافر قرار دیا ہے۔ مرزا قادیانی کی پیشگوئیوں کے بارے میں بتایا جو گن گن کر جھوٹ ثابت ہوئیں۔ وہ گالیاں سنائیں جو مرزا قادیانی نے ملت اسلامیہ کو دی ہیں۔ مرزا قادیانی کے شراب پینے اور افیون کھانے کے حوالہ جات دکھائے۔ اللہ، رسول اللہ، کتاب اللہ کے بارے میں مرزا قادیانی کی ہرزہ سرائی اور آخر میں اسے مرزا قادیانی کی تصویر دکھائی اور بتایا کہ نبی اپنے وقت میں دنیا کا خوبصورت ترین انسان ہوتا ہے۔ لیکن اس کی تصویر دیکھئے کہ یہ کتنا کریہہ الصورت ہے۔ کیا نبی اس شکل کے ہوتے ہیں؟"

فہیم الدین کے اندر سے قادیانیت کا بت ٹوٹ پھوٹ چکا تھا۔ اس کے دل و دماغ قادیانیت کے خلاف بغاوت بپا کر چکے تھے۔ اچانک اس نے ایک جھرجھری سی لی اور اس نے بزرگ عالم دین کے پاؤں پکڑ لیے اور ان سے استدعا کی کہ میں قادیانیت سے تائب ہونے کا اعلان کرتا ہوں۔ مجھے ابھی مسلمان کیجئے اور اس نے بزرگ عالم دین کے ہاتھوں پر اسلام قبول کر لیا۔ وہ اسی رات ربوہ پہنچا، والدین اور بیوی بچوں کو اکٹھا کیا اور انہیں اپنے مسلمان ہونے کی ساری روداد سنائی۔ اس کے بعد اس نے انہیں بھی اسلام قبول کرنے کی دعوت دی، جسے ان سب نے قبول کر لیا۔ فہیم الدین اگلے دن ان سب کو لے کر لاہور آیا اور انہیں بھی اس بزرگ عالم دین کے ہاتھوں پر اسلام قبول کرایا۔ ربوہ میں ان کے اسلام قبول کرنے کی ہلکی ہلکی خبر پھیل چکی تھی اور فہیم الدین قادیانیوں کے انتقامی حربوں سے بھی آگاہ تھا۔ لہٰذا اس نے اپنے والدین اور بیوی بچوں کو لاہور چھوڑا اور خود رات کے وقت ٹرک لے کر ربوہ پہنچا۔ گھر کا سارا سامان ٹرک میں رکھا اور رات ہی کو چپکے چپکے ربوہ سے نکل آیا۔ (بقیہ صـ۴۷ پر دیکھیں)

شیخ حبیب الرحمن بٹالوی

"ڈرتا ہوں آدمی سے کہ مردم گزیدہ ہوں"

کہ انسانوں کو انسانوں سے ڈسوانے کا موسم ہے" سپیروں نے "مقید کر دیا سانپوں کو یہ کہہ کر

"جھوٹوں کی بھی قسمیں ہوتی ہیں۔ بعض جھوٹے واقعی بہت دلچسپ ہوتے ہیں جن کا مقصد صرف اپنی فوقیت جتانا ہوتا ہے۔ محض باتوں کے پہاڑ کھڑے کرنے والے خالی رعب جمانے والے بغیر وجہ کے دوسروں کو پریشان کرنے والے کسی دوسرے کی عزت کا احساس اور نہ اپنی کسی بات کا پاس۔ منہ کے گورے اور من کے کالے، تن کے اجلے، من کے میلے، چہرے روشن اندرون چنگیز سے تاریک تر بظاہر صاف گو یعنی انگریزی زبان میں سٹریٹ فارورڈ جس کے لغوی معنی ہیں "دیدہ کھول انگلی ڈالوں" موقع اور محل سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دوسروں پر الزامات کی بوچھاڑ کرتے ہوئے صرف نمبر سکور کرنے کے لئے ایسا جھوٹ جیسے سفید کہا جاسکتا ہے۔ بڑی چابکدستی سے بول لیتے ہیں ایسے لوگوں کا اپنا کوئی کردار نہیں ہوتا۔ مثبت نہ منفی۔ وہ بے کردار آدمی بد کردار سے بھی برے ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اس کے منہ پر اسکی تعریف کرتے ہوئے ذرا شرم محسوس نہیں ہوتی جس کی ابھی وہ کسی کے سامنے بدخوئی کر کے آ رہے تھے۔ ایسے لوگ دوسروں کے سامنے اپنے چہرے پر اتنے نقلی چہرے سجالیتے ہیں کہ بعد میں انہیں خود اپنا اصلی چہرہ تلاش کرنے میں بھی دقت پیش آتی ہے۔ یہ لوگ قابل رحم ہوتے ہیں کیونکہ احساسِ کمتری ہر وقت ان کا پیچھا کرتا رہتا ہے۔ یہ جھوٹے اور نمودیئے کسی کو بہتر حالت میں دیکھ نہیں سکتے اور دن رات انگاروں پر لوٹتے رہتے ہیں اللہ تعالی نے ایسے لوگوں کو سب سے بڑی سزا ساری عمر کے لئے دے رکھی ہے کہ جلو اور جلتے رہو اور جھوٹ بول بول کر دوسروں کی نظر میں ذلیل ہوتے رہو۔ جھوٹوں کے یہ سردار واقعی قابل رحم ہیں۔ قرآن مجید کی آیت "وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ"۔ شاید ایسے ہی لوگوں کے لئے اتری ہے۔ ایسے لوگ زندگی کے تقریباً ہر شعبے میں پائے جاتے ہیں۔

بستی بستی بکھرے بکھرے گھرے گھرے لوگ
نکھرے نکھرے چہرے لیکن دل میں ان کے روگ

کاش ایسے لوگوں کو اس بات کا احساس ہو جائے کہ لوگ ان سے ان کی بری عادت کی وجہ سے کتنی نفرت رکھتے ہیں اور زندگی وقت کے صحرا میں ایک کھلنے والا پھول ہے۔ احساس اس پھول کی خوشبو اور اس خوشبو کو قائم رکھنا انسانی کردار کی بلندی اور

احساس مر نہ جائے تو انسان کے لئے
کافی ہے ایک راہ کی ٹھوکر لگی ہوئی۔

آپا ہندہ

جہانِ نسواں

آزادیٔ نسواں

حیات تازہ کا سب سے بڑا تحفہ تہذیب نو ہے اور تہذیب نو کا انوکھا تحفہ آزادیٔ نسواں۔ کہا جاتا ہے آج کے دور میں عورت آزاد ہے مگر کس سے؟ باپ سے بھائی سے خاوند سے بیٹے سے؟ لیکن ان سے تو عورت قیامت تک آزاد نہیں ہو سکتی اسکا تصور ہی غلط، جھوٹ اور خود فریبی ہے آج کی عورت آزاد ہے برقع سے دوپٹے سے، چادر چار دیواری سے، گھر میں رہنے سے، گھر کا کام کاج کرنے سے، اولاد کی تربیت سے، ہاں آج کی عورت گیمز میں شریک ہے ناچتی ہے گاتی ہے فلم تھیٹر، ڈرامے میں ادھ ننگے جسم سے مختلف پوزوں میں نظر آتی ہے ہاں آج کی عورت نیم عریاں جسم کی نمائش کرتی ہے شو آف بیوٹی بھی کرتی ہے جسے چاہے جب چاہے باتوں باتوں میں موہ لیتی ہے۔ مکس گیدرنگ کا تقاضا کرتی ہے اور اس محفل میں بہت خوش رہتی ہے جہاں اسکے چاہنے والے بہت سے ہوں جہاں اسے گھورنے والی بہت سی آنکھیں ہوں جہاں رقابت و ناشکیبائی اور ہولناکی سرِعام جلوہ گر ہو۔ ہاں آج کی عورت یہ سب کچھ کرتے ہوئے نہ ہچکچاتی ہے نہ شرماتی نہ لجاتی ہے سوچتی ہوں ہم کس قوم اور کس امت سے ہیں جس کے رسول ﷺ نے اپنی بیویوں کو نابینا صحابی سے بھی پردہ کرنے کا حکم دیا جسکی بیٹیوں کو زمانہ کی آنکھ نے نہیں دیکھا جس نے صحابہ کرام کی ہزار ہا خواتین کو حکم دیا کہ زمانہ جاہلیت کی زیب و زینت کر کے باہر نکلنا، مردوں سے بے باکانہ انداز سے ملنا جلنا حتیٰ کہ گفتگو کرنا، گانا بجانا ناچنا مخلوط محفلوں میں شریک ہونا اب تمہارے لئے ممنوع ہے۔ یہ کام کفر کا دور ختم ہونے کے ساتھ ہی ختم ہوگئے اب یہ احسن کام نہیں یہ کافرانہ رسمیں ہیں جس نبی نے اپنی دختر نیک اختر کو چکی پیسنے پر لگا دیا کام کاج کے لئے عورت مانگی تو سبحان اللہ۔ الحمد للہ۔ اللہ اکبر کا پڑھنا ذمے لگا دیا فرمایا گھر کا کام کاج عورت کی ذمہ داری ہے اولاد کی تربیت عورت کی ذمہ داری ہے عورت گھر کی حاکم ہے اور اس بارے میں عورت سے سخت باز پرس ہوگی یہ کسی تبلیغی وفد کی گفتگو یا فتویٰ نہیں یہ اس ذات ستودہ صفات کا حکم ہے کہ جس کا حکم مانے بغیر عورت عورت نہیں رہتی عورت مسلمان نہیں کہلا سکتی عورت امت محمدیہ ﷺ میں ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتی نبی کریم ﷺ کے احکام کے مقابلہ میں کفار و مشرکین کی تہذیب میں سرشار رہنے والی عورت کی بات ہرگز معتبر نہیں یہ تو ایسے ہی ہے جیسے فاطمہ الزہرا کے مقابلہ میں مستخاۃ رابن رافیل کو کھڑا کر دیا جائے یہودیوں کے سرمائے اور دانش فرنگ پر انحصار کرنے والی بہنیں اپنے گریبان میں جھانکیں کس منہ سے وہ امت رسول ہونیکی دعویدار ہیں انکا کونسا عمل نبی کی اتباع میں

ہے۔ منہ سے اسلام اسلام کہتے رہنا اور کردار کفار و مشرکین جیسا؟ اور کافری کیا ہے ہندو، سکھ عیسائی یہودی پارسی بالمیکی زرتشتی بدھسٹ اور کافر قوموں کی عورتیں جس انداز سے زندگی بسر کرتی ہیں وہ درست کرتی ہیں کہ ان کے لئے کوئی سرچشمہ ہدایت نہیں وہ انکار کر چکی ہیں اپنے اپنے دھرم کا، مگر ہمارے لئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، عائشہ و فاطمہ رضی اللہ عنہما کا درخشاں اسوہ موجود ہے اور یہ صرف تقریروں، تحریروں کو سجانے کے لئے نہیں عملی زندگی میں اپنانے کے لئے رہے بلا سے تحریر و تقریر نہ سہی لیکن عمل سہی کہ اسی پر نجات موقوف ہے شریعت محمدی عمل سے آشکار ہو۔ شاید کہ اتر جائے کسی دل میں مری بات

علامہ اقبال کے شعر پر اپنی گفتگو ختم کرتی ہوں۔

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو ارباب نظر موت

(بقیہ از صہ۱۴)

(JAOD: GUIDE TO MODERN WICKEDNESS P.124)

اس مغربی دانشور کی بات بالکل درست اور صحیح ہے۔ یہ ایجادات و اکتشافات جو انسانیت کی بہتری کے لئے تھیں آج انہی سے انسانیت کو تباہ حال کیا جا رہا ہے۔ لیکن بڑی ڈھٹائی سے کہا جا رہا ہے کہ یہ سب کچھ انسانوں کی بہتری کیلئے ہے۔ تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

(بقیہ از صہ۲۶)

۱۴۔ عن جابر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتمس النار مسلمارانی اورای من رانی۔ قال طلحۃ قدرایت جابر اوقال موسیٰ قدرایتنی ونحن نرجواللہ ترمذی۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جہنم کی آگ اس مسلمان کو نہیں چھوئے گی جس نے مجھ کو دیکھا یا میرے دیکھنے والوں کو دیکھا۔

(بقیہ از صہ۲۹)

لکھتے ہیں کہ جی باغ باغ ہو جاتا ہے۔ میر امن دہلوی کا قصہ چہار درویش اردو نثر کی ماسٹر پیس کہتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی خیر سے شاعری بھی کرتے تھے۔ دُرِثمین نامی ان کا مجموعہ کلام ہے اس میں اپنے بارے میں لکھتے ہیں

کِرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

نہ یہ آدم زاد نہ کِرم خاکی، یہ تو محض بشر کی نفرت والی جگہ اور انسانوں کیلئے شرم ہے۔

واہ واہ ملک صاحب جزاک اللہ اس کے بعد ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں۔

طنز و مزاح

ساغر اقبالی

زبان میری ہے بات انکی

○ کابینہ میں توسیع نہیں کی جائے گی۔ (بے نظیر)
معیاری بے ضمیر نہیں مل رہے۔

○ نرس ڈاکٹر کو بلانے جاتی ہے واپس نہیں آتی۔ (گنگارام ہسپتال کے ایک مریض کا شکوہ)
پہلے آتی تھی شرم تھوڑی سی۔ لیکن اب ذرہ بھر نہیں آتی

○ حکومت غریبوں کے بچوں کو امیروں جیسی تعلیم دے گی (منظور وٹو)
اشکے بھئی اشکے!

○ شریعت نافذ کر رہے ہیں (شیر پاؤ)

○ اسلامی حکومت کے خلاف بغاوت غیر اسلامی ہے (بے نظیر)
اگر حکومت اسلامی ہے تو پھر سیر پاؤ کون سی شریعت نافذ کر رہے ہیں؟

○ عورت کی حکمرانی صرف آئینی پابندی کی وجہ سے برداشت کر رہے ہیں (فضل الرحمن)
شریعت کی پابندی بھی کوئی چیز ہے مولانا؟

○ ملک میں وزیر اعظم کی بنیاد پرستوں سے دوستی ہے بیرون ملک جا کر بنیاد پرستی پر تنقید کرتی ہیں۔ (مجید ملک)
دوستی اپنی جگہ۔ تنقید اپنی جگہ

○ میں دو تین ہزار روپے ماہانہ میں گزارہ کر سکتا ہوں (مختار اعوان)
جھوٹے پر اللہ کی لعنت

○ (گوجرانوالہ) قحبہ خانے کی مالکن حاجن حسو جیت گئی۔ زیادتی کا شکار ہونے والی روبینہ ہار گئی (ایک خبر)
چاند میری زمیں پھول میرا وطن

○ بلاول ہاؤس کے ذمہ بجلی کے ایک لاکھ کے متنازعہ بل معاف کر دیئے گئے۔ (ایک خبر)
یہ غریبوں کی پارٹی ہے۔ مزدوروں کی پارٹی ہے، کسانوں کی پارٹی ہے!

○ بے نظیر نے ایک سال میں گیارہ غیر ملکی دورے کئے (ایک خبر)
موجاں ای ہو گئیاں نے!

○ مالاکنڈ کے عوام کو علماء کے مشورے کا انتظار کرنا چاہیئے تھا۔ (فضل الرحمن)

فقیہہ مصلحت بیں سے رند بادہ خوار اچھا۔

○ مہنگائی کی ذمہ دار حکومت نہیں۔ (بے نظیر)

ہور تہاڈا بھینڑا اے۔

○ تہمینہ دولتانہ کو بد تمیزی کا سبق سکھایا (کوثر گیلانی)

غنڈے تے سُنے سن ہن اسمبلی وچ غنڈیاں وی آگئیاں نے!

○ مردوں کی کوچنگ میں اسلام آڑے نہیں آتا۔ (پروفیسر عذرا امتیاز)

لعنت ہے تم پر، کس قوم کی بیٹی ہے تو؟

○ قومی اسمبلی میں رقص۔ گالیاں۔ باکسنگ اور واک آوٹ۔ (ایک خبر)

تہاڈی ایسی تیسی غنڈیو..........

○ بے نظیر کو ہم اقتدار میں نہیں لائے (فضل الرحمن)

بے نظیر آپ کو اقتدار میں لائی ہے۔

○ حامد ناصر چٹھہ باون برس کے ہو گئے (ایک خبر)

عقل پھر بھی نہ آئی۔

○ نواز شریف کا ایجنڈا ہے "میرے مال کا کیا ہوگا"؟ (آصف زرداری)

حرام کھائیں گے "زردار" ناشتہ ہوگا۔

○ اسمبلیوں میں ہنگامہ جمہوریت کا حصہ ہے (وٹو)

ایسی جمہوریت پر لعنت بے شمار!

○ بے نظیر چوتھے بچے کی ماں بننے والی ہیں (ایک خبر)

محکمہ بہبودِ آبادی ختم کر دیا جائے۔

○ عوام بھولے ضرور ہیں مگر بے وقوف نہیں (قربان چوہان)

آپ بے وقوف ضرور ہیں مگر بھولے نہیں۔

○ کشمیر کے بارے میں قرارداد پیش ہی نہیں کی جانی چاہیئے تھی۔ (فضل الرحمن)

نسوار پیش کرنی چاہیئے تھی۔

○ ملتان میں اسی ماہ خواتین کا تھانہ قائم ہو جائے گا۔ گیٹ پر مردانہ پولیس پہرہ دے گی۔ (ایک خبر)

گیٹ کا عملہ اندر بھیج دیں، اندر کا عملہ گیٹ پر پہرہ دے۔ تھانہ کامیاب ہوگا۔

○ بعض کیمپس میں خواتین کھلاڑیوں کو مرد مساج کرتے ہیں۔ (عبدالقدیر خاموش)

بھلے ان کی بیٹی ہو!

○ اصل پردہ آنکھ کا پردہ ہوتا ہے (بے نظیر)
بند کرو اور مزے اڑاؤ!
○ ہنگامہ آرائی پر کوئی بات نہیں ہو گی۔ (صدر لغاری)
نوکری پیاری ہے۔
○ عدلیہ جتنی اب آزاد ہے۔ پہلے کبھی نہ تھی۔ (اقبال حیدر)
کُھلے ای کھاؤ تے ننگے ای نہاؤ!
○ خالد کھرل کی کے لئے وزیر اعظم کے پھول! (ایک خبر)
ٹانگ کا بدل تو نہیں ہو سکتے۔
○ جمیعت عورت کی حکمرانی کے خلاف ہے۔ (فضل الرحمن)
خو، پر بے نظیر عورت نہیں کیا؟
○ ڈاکٹر مبشر کو چیلنج دیتا ہوں۔ غیر ملکی سرمایہ کاری پر مناظرہ کر لیں (مختار اعوان)
کیا بدی اور کیا بدی کا شوربہ؟
○ جماعت اہل سنت فرقہ واریت کے خاتمے کا فارمولا تیار کر رہی ہے (ایک خبر)
کوئی نورانی خمیرہ ہی تجویز ہو گا۔
○ میں وزیر اعظم بننے کو تیار ہوں۔ (مرتضیٰ بھٹو)
میری طرف سے تو "ہاں" ہے۔ بس اس طرف کا انتظار ہے۔
○ نواز شریف امریکہ کے ہاتھوں کھلونا بنے ہوئے ہیں (قاضی حسین احمد)
پرانی صحبتیں یاد آ رہی ہیں۔
○ نواز شریف نے نجات حاصل کرنی ہے تو ہمارے ساتھ آ جائیں۔ (قاضی حسین احمد)
آجا میاں! تینوں قاضی اڈیکدا............ آجا............
○ قاضی حسین احمد نے نواز شریف سے مفاہمت کا اعلان کر دیا (ایک خبر)
کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے
○ میں نے کبھی ایک روپیہ قرض نہیں لیا ہارس ٹریڈنگ کیا کروں گی؟ (بے نظیر)
ایک روپے سے بھلا ہارس ٹریڈنگ ہوتی ہے؟
○ ہمیں بھارت کی طرح عورتوں میں شامل کیا جائے (پاکستانی ہیجڑوں کا مطالبہ)
بی بی آئی تو میں بولی............ آدمی ہے بے نظیر............ آدمی ہے بے نظیر
○ صدر آج ڈیرہ غازی خاں جائیں گے۔ (ایک خبر)

اسلام آباد بھی کسی دن ہوتے ہیں؟

- دفاعی ضروریات اپنا پیٹ کاٹ کر پوری کریں گے (بے نظیر)

آصف زرداری سے مشورہ کر لیں۔

- شیعہ سنی میں تمیز کرنے والا مسلمان ہے نہ پاکستانی (نواز شریف)

بہت بد تمیز ہو گئے ہیں آپ بھی!

- اقوام متحدہ اسلام دشمن اور مکار ہے (بے نظیر)

تیرے جیالوں کی طرح، تیرے خیالوں کی طرح

- دنیا بھر میں مجرم کو پارلیمنٹ کے اجلاس میں شرکت کی اجازت نہیں۔ (گورنر الطاف)

پاکستان کی پارلیمنٹ میں کوئی پابندی نہیں

- میری پرورش اخلاقی اصولوں پر ہوئی۔ (بے نظیر)

ترے اخلاق کے چرچے ہیں شہر میں گاؤں میں۔

- تھانے والے بات نہیں سنتے۔ انصاف کے لیے کہاں جائیں (عبدالمجید ملک)

بھاڑ میں جائیں

- پاکستانی مردم شماری میں ہیجڑوں کو مرد قرار دے دیا گیا۔ (ایک خبر)

کہ مرد ہیجڑے بنتے جا رہے ہیں۔

- مالاکنڈ میں وہابیوں نے خونریزی کا بازار گرم کیا (وزیر داخلہ نصیر اللہ بابر)

مسلمانوں کا خون تو آپ نے بہایا اور بازار وہابیوں نے گرم کیا

ہر ایسے سفلہ و بد اصل سے خدا کی پناہ۔

- بے نظیر جہاں بھی جاتی ہیں توجہ اپنی طرف مبذول کرا لیتی ہیں۔ (آصف زرداری)

پھرتے ہیں زردار، کوئی پوچھتا نہیں۔

- اپوزیشن کو ۱۰۵ رکن مل گئے تو مطلوبہ ۴ ہم دیں گے (حافظ حسین احمد)

آپ کے پاس باقی کتنے بچیں گے؟

- قاضی حسین احمد اور نواز شریف میں ملاقات ہو گئی

پہلی ملاقات ہے، ضرور کوئی بات ہے (ایک خبر)

- مولانا اعظم طارق کشمیر کمیٹی سے مستعفی ہو گئے۔ (ایک خبر)

الحمد للہ، ثم الحمد للہ، باقی رہ گئے نصر اللہ

○ گورنر ہاؤس پشاور میں صدر کے کمرے سے لاکھوں روپے کے قالین اور ہیٹر چوری ہوگئے۔
گورنر کے گھر چھاپہ ماریں۔

○ میرے والد تو پرندے کو خبر ہوئے بغیر اس کے نیچے سے انڈہ کھسکا سکتے تھے (بے نظیر)
آپ کے والد تو بادشاہ تھے، انڈہ دے بھی سکتے تھے۔

○ نواب زادہ نصر اللہ خان غیر ملکی دورہ سے واپسی پر "الیکٹرانک حقہ" بھی ہمراہ لائے (ایک خبر)
حقہ کنیدن دو نفلے ثواب
رزق دی تنگی نہ قبر دا عذاب

○ شریعت محمدی کے سوا کسی اقتدار یا قانون کو تسلیم نہیں کرتے۔ (صوفی محمد)
کاش! یہی مؤقف پاکستان کی دینی جماعتیں بھی اختیار کرلیں۔

○

احمدیہ تحریک

برطانوی ـ یہودی روابط

مولف: بشیر احمد

ناقابلِ تردید دستاویزی حقائق سے مدلل و مرصّع۔ جس نے ربوہ کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کر دیا۔ جس کا کسی قادیانی کے پاس کوئی جواب نہیں۔ انگریزی زبان میں قادیانیت کے خلاف سب سے زیادہ مضبوط کتاب

اہم عنوانات

احمدیہ تحریک پر پنجاب سی۔ آئی۔ ڈی کی خفیہ رپورٹ پہلی بار۔ انڈیا آفس لائبریری کی مستند دستاویزات میں احمدیہ تحریک کا تذکرہ۔ برطانوی سامراج اور یہودیت سے خفیہ روابط کی داستان۔ قومی تحریکوں اور پاکستان کے خلاف سازشیں۔ ظفر اللہ کا پاکستان مخالف آئینی منصوبہ (۱۹۴۵) قادیانی پاکستان بننے کے بعد سر ظفر اللہ کو محض وزیر اعلیٰ پنجاب بنانا چاہتے تھے۔ ظفر اللہ کا بطور وزیر خارجہ کا کردار ۱۹۵۳-۱۹۷۴ کی ختم نبوت کی تحریکوں کا ایک جائزہ۔ مرزا طاہر احمد کے کہنے پر ذوالفقار علی بھٹو نے ۱۹۷۰ کے انتخاب میں قومی اور صوبائی اسمبلی کے امیدواروں کی فہرست میں ۷۰ فیصد تبدیلی کی۔ مارچ ۱۹۸۴ میں امریکی سفارت کاروں نے مرزا طاہر کو خبردار کر دیا کہ صدر ضیاء الحق تمہیں ٹھکانے لگانے کا منصوبہ بنا چکے ہیں۔ (مرزا طاہر احمد کا انکشاف) کشمیر، کابل، بلوچستان اور عالمی سطح پر قادیانی سازشوں کا احوال۔ قادیانیت کی سیاسی تاریخ۔ جامع تجزیہ۔ اہم حقائق

صفحات، ۶۳۰، قیمت ۲۰۰/- روپے۔ ملنے کا پتہ: بخاری اکیڈمی، دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان۔

تحریکِ نفاذِ شریعت
ہدیٰ معاویہ۔ ملتان
پاکستان میں اسلامی انقلاب کی نوید ہے۔

مالاکنڈ کے بے گناہ مسلمانوں پر مُسلّح لشکر کشی حکومت کے لئے شرمناک ہے

سید عطاء المؤمن بخاری اور دوسرے رہنماؤں کا خطاب

مالاکنڈ ڈویژن میں تحریک نفاذ شریعت کے رہنماؤں اور کارکنوں پر ہونے والے مظالم اور ریاستی تشدد کے خلاف مجلس احرارِ اسلام کے رہنماؤں نے شدید رد عمل کا اظہار کیا۔ احرار رہنماؤں نے تحریکِ نفاذ شریعت محمدی کے مطالبات کو مبنی بر حق قرار دیتے ہوئے اس کی مکمل حمایت کا اعلان کیا۔

اس سلسلے میں ۶ نومبر کو مجلس احرار اسلام پاکستان کے ناظم اعلیٰ سید عطاء المحسن بخاری نے اپنے اخباری بیان میں کہا کہ مالاکنڈ میں اٹھنے والی ''تحریکِ نفاذ شریعت محمدی'' دراصل پاکستان میں نفاذ اسلام کے عمل کو روکنے اور یہود و نصاریٰ کی تہذیب و ثقافت اور نظامِ ریاست کو مسلمانوں پر زبردستی ٹھونسنے کا منطقی نتیجہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے حکمران اور سیاست دان اسلام کے نام پر قائم ہونے والے ملک پاکستان میں اڑتالیس برس سے غیر اسلامی سوسائٹی کے قیام اور سیکولر نظام کو رائج کرنے میں مصروف ہیں۔ تحریکِ نفاذِ شریعت اسی عمل کے خلاف ایک شدید در عمل ہے۔

انہوں نے ملک کی تمام دینی جماعتوں کے رہنماؤں سے کہا ہے کہ وہ آپس کے تمام اختلافات کو بھلا کر اس تحریک کی حمایت کریں اور جمہوری سیاست (جو غیر اسلامی ہے) سے بغاوت کر کے نفاذ اسلام کے صحیح طریقہ ''انقلاب'' کا راستہ اختیار کریں۔ پاکستان میں جمہوری راستے سے دینی جماعتوں کا سیاسی کردار ختم ہو چکا ہے۔ اور وہ اس جمہوری دلدل میں پھنس کر بری طرح ناکام ہو چکی ہیں۔ انہیں اپنی ناکامی سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے جبکہ صورتحال یہ ہے کہ خود جمہوری نظام بھی پوری دنیا میں انسانی معاشرے کے مسائل حل کرنے میں ناکام ہو چکا ہے۔ انہوں نے حکمرانوں کو انتباہ کیا کہ وہ اگر ملک کی فلاح و ترقی اور امن چاہتے ہیں تو فوری طور پر مسلمانوں کی خواہش کے عین مطابق اسلامی قوانین کے نفاذ کا اعلان کر دیں۔ اور قیامِ پاکستان کے مقاصد کو عملی طور پر متشکل کر دیں۔

انہوں نے متنبہ کیا کہ تحریکِ نفاذ شریعت کو تشدد کے ذریعے کچلنا حکمرانوں کی بہت بڑی سیاسی غلطی ہے۔ یہ

مجلس احرارِ اسلام تحریکِ نفاذِ شریعت کی مکمل حمایت کرتی ھے

تحریک اسلامی انقلاب کی طرف رجوع ہے۔ مجاہدینِ اسلام کی یہ دینی تحریک، پاکستان میں نفاذ اسلام کی جدوجہد میں سنگ میل ثابت ہو گی سید عطاء المحسن بخاری نے کہا کہ جب حکومت جمہوریت کا دعویٰ کرتی ہے۔ تو پھر اس پر عمل بھی کرے۔ مالاکنڈ کے غیرت مند مسلمانوں کی اکثریت اپنے خطے میں شرعی قوانین کا نفاذ چاہتی ہے۔ حکومت ان کا جمہوری حق تسلیم کرتے ہوئے ان کا مطالبہ مان لے۔ اگر حکومت نے اس نازک اور حساس مسئلہ پر توجہ نہ دی تو پھر اسے مستقبل میں اس تحریک کی وسعت و کامیابی کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئیے۔ انہوں نے کہا کہ یہ ملک مسلمانوں کا ہے اور یہاں اسلام کے سوا ہر کافرانہ نظام کی بہر صورت مزاحمت کی جائیگی۔

۲۳ نومبر کو مجلس احرار اسلام ملتان کی دعوت پر دار بنی ہاشم میں ملتان کی مختلف دینی و سیاسی جماعتوں کے ممتاز رہنماؤں کا ایک اجلاس حضرت سید عطاء المؤمن بخاری صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ شرکاء اجلاس نے مالاکنڈ اور باجوڑ کے علاقوں میں مظلوم مسلمانوں کے بہنے والے خون، جلتے ہوئے مکان، اجڑتی ہوئی بستیوں اور حکومت کی سفاکانہ پالیسیوں پر شدید نفرت اور غم و غصے کا اظہار کرتے ہوئے یہ مطالبہ کیا ہے کہ نہ صرف مالاکنڈ اور باجوڑ اور شمالی علاقوں پر شریعت اسلامی کا فوراً نفاذ کیا جائے بلکہ پورے پاکستان پر شریعت کا نفاذ کیا جائے۔ نفاذ شریعت کے مطالبے کو دبانا حکومت کا ایک سفاکانہ اور سنگدلانہ اقدام تھا، اور پاکستان کی مسلح افواج کو نفاذ شریعت کا مطالبہ کرنے والوں کے خلاف استعمال کرنا ایک انتہائی عیارانہ اور خوفناک عمل ہے۔ لہذا اس مرحلہ پر حکومت کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ تحریکِ نفاذ شریعت کے خلاف مسلح دفاعی اداروں کا استعمال فوراً بند کیا جائے تاکہ ملک کے مسلح ادارے متنازع نہ بن سکیں۔ عوام کے مطالبے کو مان کر وہاں فوراً شرعی قوانین نافذ کئے جائیں۔ اس بارے میں یہ توقع کی جاتی ہے کہ پاکستان کے تمام مسلمان، مظلوم اور مبنی برحق تحریکِ نفاذ شریعت کے ساتھ عملی طور پر اظہار یک جہتی کریں گے اجلاس میں قاری محمد حنیف جالندھری، جمیعت علماء اسلام کے سید خورشید عباس گردیزی جماعت اسلامی کے ملک وزیر غازی، راؤ ظفر اقبال، مفتی منظور احمد تونسوی، جمیعت علماء اسلام (س) مولانا محمد یسین، مولانا عزیز الرحمن جالندھری (مجلس تحفظ ختم نبوت) قاری محمد صادق انور، سپاہ صحابہ۔ مولانا محمد اسحق سلیمی، بشیر احمد، مجلس احرارِ اسلام اور دیگر رہنماؤں نے شرکت کی۔

۲۵ نومبر کو تمام دینی و سیاسی جماعت کی طرف سے مالاکنڈ، دیر اور مٹہ کے علاقوں میں برپا ہونے والی "تحریک نفاذِ شریعت محمدی" کے ساتھ اظہار یک جہتی اور وہاں کے عوام پر مسلح ریاستی تشدد کے خلاف دارِ

بنی ہاشم میں مشترکہ جمع ہوا اور مختلف رہنماؤں نے تحریک کی حمایت میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔
مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما سید عطا المؤمن بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مالاکنڈ کے عوام نے ایک جائز اور آئینی مطالبہ کیا تھا کہ یہاں شریعت محمدی کا نفاذ کیا جائے اس لئے کہ وہاں ایک عرصہ سے کوئی قانون نافذ نہیں تھا۔ اور اس مقصد کے لئے انہوں نے پُر امن راستہ اختیار کیا حکومت کے ذمہ

ملتان میں تحریکِ نفاذ شریعت کے ساتھ مجلس احرارِ اسلام اور دیگر دینی جماعتوں کا اظہارِ یکجہتی۔

دار افراد سے وفود ملے مگر حکومتوں کی مسلسل دھوکہ دہی، وعدہ خلافی اور لیت و لعل کی وجہ سے وہ انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور ہوئے۔ جس پر حکومت نے انہیں کرش کر دیا۔ اور اس کے لئے حکومت نے فوج کو تمام اختیارات دے دیئے لیکن کراچی جیسا شہر جو تمام ملک کے لئے معاشی و اقتصادی طور پر نہایت اہم ہے وہاں فوج بے دست و پا ہے۔ اسکو مکمل اختیارات حاصل نہیں ہیں۔ اور دہشت گرد، تخریب کار قاتل دندناتے پھر رہے ہیں۔ حکومت کراچی میں بد امنی اور قتل و غارت گری کرنے والوں پر فوج کشی نہیں کرتی۔ مگر شریعت کا مطالبہ کرنے والوں کو قتل کر رہی ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ سب کچھ امریکہ کے ایما پر ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم تحریک نفاذِ شریعت محمدی کے قائدین اور کارکنوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے ہیں۔ اور انہیں یقین دلاتے ہیں کہ وہ جہاں چاہیں ہمارا تعاون حاصل کر سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کو یہ کہتے ہوئے شرم آنی چاہیئے کہ تحریک نفاذ شریعت کشمیر کاز کو نقصان پہنچانے کے لئے "را" کے اشارے پر چلائی گئی ہے جبکہ مسئلہ کشمیر کو خود حکومت نے بین الاقوامی سطح پر اپنی نالائقیوں کی وجہ سے شدید نقصان پہنچایا ہے اور تین بار مسلسل ذلت و ہزیمت اٹھائی ہے۔
جامعہ خیر المدارس کے مہتمم قاری محمد حنیف جالندھری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کی حکومت اپنے امریکی آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے اسے سیکولر سٹیٹ بنانا چاہتی ہے۔ اسی بنا پر وہ دینی تحریکوں پر ظلم و تشدد کے حربے آزما رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مالاکنڈ کے مسلمانوں کو ان کے جائز اور آئینی، مبنی بر

حکومت کراچی میں اُمن قائم کرنے کیلئے فوج کشی کیوں نہیں کرتی؟

حقیقت مطالبے کے جواب میں پاکستان کا باغی قرار دیکر قتل کرنے سے انہیں اس راستے سے نہیں ہٹا سکتی۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کے نفاذ کے لئے انقلابی راستہ اختیار کرنا ہوگا۔ جمہوریت نفاذ اسلام کے راستہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے کہا کہ

شہداء کے وارثوں کو دیّت دی جائے ○ مسمار مکانات کا معاوضہ دیا جائے

گرفتار کارکنوں کو رہا کیا جائے ○ مقدمات واپس لئے جائیں۔

مالاکنڈ کے عوام پر ریاستی جبر و ظلم نئی بات نہیں اس سے قبل بھی ایسے مطالبات پر علماء کو کالا پانی کا اسیر بنایا گیا۔ سولیوں پر لٹکایا گیا۔ اس کے باوجود یہ تحریک آج بھی زندہ ہے۔ اب یہ فیصلہ ہو کر رہے گا۔ کہ پاکستان میں شریعت محمدی ہی نافذ ہو گی۔ سپاہ صحابہ کے رہنما قاری محمد صادق انور نے کہا کہ تحریک نفاذ شریعت مالاکنڈ سے نکل کر پورے پاکستان میں پھیل جائے گی۔ کیونکہ یہ مسئلہ صرف مالاکنڈ کے عوام کا نہیں ہم سب کا ہے ہم اس تحریک کی مکمل حمایت کرتے ہیں۔ جماعت اسلامی کے رہنما محسن شاہین نے کہا کہ نفاذ شریعت کا مطالبہ کرنے والوں کو فوج کے ذریعے کچلنے کا مقصد پاک فوج کو بدنام کرنا ہے انہوں نے کہا کہ پاکستان میں امریکہ کے نمبردار نفاذ شریعت کی تحریک کو کسی قیمت پر نہیں روک سکتے۔ مجلس احرار اسلام کے رہنما سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ تحریک نفاذ شریعت ہمارے لئے نوید انقلاب ہے۔ اور پاکستان کی دینی قوتوں کے لئے روشنی کی ایک کرن ہے۔ یہی ایک راستہ ہے جس پر چل کر نفاذ اسلام کی منزل مقصود حاصل کی جا سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمام دینی جماعتوں کو بھی اب یہی مؤقف اختیار کر لینا چاہیئے کہ شریعت یا شہادت۔ حضرت مولانا سید عطاء المؤمن بخاری عنقریب احرار رہنماؤں کے ایک وفد کے ہمراہ مالاکنڈ ڈویژن کا دورہ کریں گے۔

وہ تحریک نفاذ شریعت کے قائدین اور مجاہدین سے ملاقات اور تبادلہ خیالات کریں گے۔

○

(بقیہ از ص ۳۵)

جب وہ ربوہ سے بھاگ رہا تھا تو اسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے وہ جھلستی ہوئی دھوپ سے ٹھنڈی چھاؤں کی طرف جا رہا ہو۔ جیسے لٹیروں کی بستی سے وادیٔ امن کی طرف جا رہا ہو۔ جیسے جہنم سے فرار ہو کر سوئے جنت جا رہا ہو۔

حرکت الانصار تاجکستان اور کشمیر کے محاذ پر آخر دم تک جہاد جاری رکھے گی۔

مولانا سعادت اللہ کی دار بنی ہاشم میں سید عطاء المؤمن بخاری سے گفتگو

پاکستان کی معروف جہادی تنظیم حرکت الانصار کے مرکزی امیر مولانا سعادت اللہ خان ۳ دسمبر کی دوپہر دارِ بنی ہاشم ملتان میں تشریف لائے۔ آپ نے مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی رہنماء ابن امیر شریعت سید عطاء المؤمن بخاری سے تبادلۂ خیال کیا اور حرکت الانصار کی مختلف محاذوں پر جہادی سرگرمیوں سے آگاہ کیا۔ مولانا سعادت اللہ نے بتایا کہ اس وقت تاجکستان اور کشمیر کے محاذ پر ہماری تنظیم سب سے زیادہ نمایاں کردار اداء کر رہی ہے۔ ہمارے مجاہد کفر کے خلاف برسرپیکار ہیں۔ ہم افرادی قوت سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی نصرت پر انحصار کر کے آگے بڑھ رہے ہیں۔ اصل مدد اللہ کی ہے۔ یہی نظریہ اور عقیدہ ہماری کامیابی کی ضمانت ہے۔ انہوں نے بتایا کہ تاجکستان میں نہضت اسلامی تمام مسلمانوں کی واحد جہادی تنظیم ہے۔ اور وہاں کے مسلمان متحد ہو کر دہریت اور کفر و شرک کے خلاف زبردست جہاد کر رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ تاجکستان کے مسلمانوں نے جب جہاد کا آغاز کیا تو اس وقت روس بڑی طاقت تھا مگر اپنے تمام وسائل کے باوجود اسے مجاہدین کی سرگرمیوں کا اس وقت پتہ چلا جب وہ پانچ سو سے زائد جہادی مراکز قائم کر چکے تھے۔ آج ان مراکز کی تعداد بے حد و شمار ہے۔ اسی طرح کشمیر میں حرکت الانصار نے حضرت بل کے محاصرہ کو ختم کرانے میں زبردست جہاد کیا اور اب ہمارے مجاہد کشمیریوں کے شانہ بشانہ جہاد میں شریک ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم پروپگنڈہ کرنے اور تصویریں چھپوانے سے زیادہ جہاد میں مصروف رہتے ہیں۔ ہمارے پاس اتنا وقت ہی نہیں ہوتا کہ ہم ان کاموں پر صرف کریں۔ مگر بعض تنظیمیں صرف یہی کام کر رہی اور جہاد سے غافل ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے۔

حضرت سید عطاء المؤمن بخاری نے مولانا کو اپنے تعاون کا یقین دلایا اور حرکت الانصار کی جہادی سرگرمیوں کو سراہتے ہوئے ان کامیابی کے لئے دعاء کی۔ ملاقات میں ابن امیر شریعت حضرت سید عطاء المہیمن بخاری اور سید کفیل بخاری بھی موجود تھے۔

مولانا سعادت اللہ مجاہد کمانڈروں کا ایک کارواں لیکر ملک بھر کا دورہ کر رہے ہیں۔ علماء اور دینی کارکنوں سے مل کر انہیں جہادی سرگرمیوں سے آگاہ کر رہے ہیں۔ مولانا کے ہمراہ جو وفد دورہ کر رہا ہے۔ اس میں درج ذیل احباب شامل ہیں۔ مولانا محمد ساجد (مرکزی ناظم دعوت و ارشاد) کمانڈر ابو غازی (مقبوضہ کشمیر)

(بقیہ صـ۵۲ پر دیکھیں)

مولانا اللہ بخش احرار، خطیب بخاری مسجد

جمہوری نظام نے ملک و قوم کو تفریق و انتشار کے سوا کچھ نہیں دیا
احرار، کسی بھی لادین نظام کو ضابطہ حیات نہیں مانتے
عوام کے دینی شعور کو بیدار کر کے اسلامی انقلاب کے لئے تیار کرنا احرار کا نصب العین ہے۔

(ڈیرہ اسمٰعیل خان میں اجتماعات احرار سے سید عطاء المؤمن بخاری کا خطاب)

مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما حضرت سید عطاء المومن بخاری ڈیرہ اسمٰعیل خاں کی مقامی مجلس کی دعوت پر نومبر کے پہلے عشرہ میں یہاں سات روزہ تبلیغی دورہ پر تشریف لائے۔ اس موقع پر ڈیرہ اور اس کے نواحی علاقوں میں حضرت شاہ جی کے مختلف دروسِ قرآن اور مجالسِ وعظ و تبلیغ منعقد ہوئیں ہر جگہ عوام الناس کی ایک کثیر تعداد نے حضرت شاہ جی کے خطبات میں شرکت کر کے استفادہ کیا۔ احرار کا پیغام عام ہوا۔ فکر و نظر کو جلا ملی۔ بہت سوں نے اس پیغام حق کو دل میں جگہ دی اور اسے اپنے دل کی آواز کہا اور احرار ساتھیوں کے قدم سے قدم ملانے کا عزم کیا ان تبلیغی اجتماعات کو کامیاب بنانے اور اعلیٰ انتظام و انصرام کرنے میں تمام احرار کارکنوں نے دن رات محنت کی۔

حضرت شاہ جی نے ہفتہ بھر ڈیرہ میں ہی قیام فرمایا۔ احباب ان کے گرد پروانوں کی طرح جمع رہے اور ان کی گفتگو سے اپنے ایمانوں کو منور کرتے رہے۔ ان اجتماعات میں نعت خوان کپتان غلام محمد صاحب اور ڈیرہ کے مشہور نعت خوان قریشی دوست محمد بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ جامع مسجد مکی، بستی گوسائیاں (ڈیرہ) جامع مسجد صحابہ کرام تھویا فاضل، جامع مسجد تھویا سیال، جامع مسجد فردوس بستی ڈیوالہ، فاروق آباد، دریا خاں ضلع بھکر اور ظفر کالونی میں تبلیغی اجماعات میں حضرت شاہ جی نے جو بیانات ارشاد فرمائے۔ ذیل میں ان کا خلاصہ ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔

شاہ جی نے فرمایا---- "عصر حاضر کا انسان فکری گرداب کے اس موڑ پر سرگرداں نظر آ رہا ہے جس میں وہ صدیوں قبل مبتلا تھا۔ اسلام کے فطری مؤقف کی آفاقی رہنمائی نے اس مطلق العنان بادشاہت اور اشرار کی اکثریت کی اطاعت سے نجات دلا دی۔ قرآنِ حکیم نے ہر قسم کے غیر آسمانی اور انسانوں کے وضع کردہ دساتیر حیات کی نفی کی۔ اور استحصالی قوتوں اور حربوں سے نجات دلا کر حکومتِ الٰہیہ کے پاسداروں اور وفاداروں کا انتخاب کیا۔ جو انی جاعل فی الارض خلیفه کا مصداق ہوں۔ اور خیر و شر میں تمیز کر سکیں۔

اسلام کہ جس میں حکم ہے کہ اللہ کے راستہ میں نکلو۔ جس طریقِ زندگی میں اللہ کی راہ میں نکلنا نہیں وہ دین نہیں اپنا وقت، اپنا مال، اپنی جان، مفادات سب دین پر قربان کرنے پڑتے ہیں۔ یہ دین ہی ہے جو کہتا ہے جس میں ہے کہ سب کو آگے بڑھاؤ خود کو پیچھے رکھو۔ ان کو رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں چلاؤ"

مقام صحابہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا

"آنحضرت ﷺ کی قرابت بے شک قابل لحاظ اور واجب الاحترام ہے وہ آدمی بد نصیب ہے جو حضور ﷺ کی قربتوں کا لحاظ نہ کرے۔ یوں تو سیدنا علیؓ بھی صدیق ہیں۔ بلکہ رسولِ صادق و امین کا ہر صحابی اس صفت سے متصف ہے۔ لیکن صحابہ میں صرف سیدنا ابوبکرؓ ہی ہیں جنہیں بارگاہ رسالت ﷺ سے صدیق کا خطاب عطا ہوا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے جس کسی کو بھی اسلام پیش کیا تو کسی نے ساحر کہا، کسی نے کاہن کہا۔ اور طائف والوں نے تو یہاں تک گستاخی کی اور کہا کہ تو نبی ہے؟ (نعوذ باللہ) اللہ کو کوئی سردار نہیں ملتا تھا، مکہ میں کسی نے مجنوں کہا تو کسی نے تالیاں بجائیں۔ کسی نے توقف کیا تو کسی نے مشورہ طلب کہہ کر جان چھڑائی۔ بعض روایات میں ہے کہ حضرت علی نے دعوت ذی العشیرہ سے پہلے تین دن کا توقف اور اپنے والد والے ابو طالب سے مشورہ کا کہا۔ لیکن سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو جیسے ہی آنحضرت ﷺ نے دعوت حق دی انہوں نے فوراً قبول کر لی۔ اور مقامِ صدیقیت حاصل کیا۔ شاہ جی نے کہا کہ صحابہ کرام قرآنی شخصیات ہیں تاریخی نہیں۔ ہمیں صحابہ کرام کے مقام و حیثیت کا اندازہ لگانے کے لئے قرآن و حدیث سے رہنمائی لینا ہو گی۔ قرآن و حدیث جو فیصلہ دیں گے وہی ماننا ہو گا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن نے

وکلا وعد اللہ الحسنی

کہہ کر صحابہ کرام کے متعلق فیصلہ دیدیا ہے۔ اب اس کے بعد کسی قسم کے تاریخی حوالے سے فیصلہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

حضرت شاہ جی نے موجودہ دور میں معاشی اور معاشرتی ناہمواریوں، جمہوریوں تباہ کاریوں کے متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے کہا

"جمہوریت کے ذریعے جو لوگ قوم کے سربراہ اور وڈیرے بن کر سامنے آئے ان کے حالات شدنی نہیں دیدنی ہیں۔ جمہوریت کے نام پر نفاق وانتشار کا بیج بویا گیا۔ جمہوریت نے ان لوگوں کے لئے راستہ بنایا جو جھوٹ کو سچ سے بھی زیادہ یقین کیساتھ بولنے کا فن بخوبی جانتے ہوں، آج سیاسی ٹھیکیداروں اور مذہبی وڈیروں کے جمہوریت اور اسلام کے نام پر مکروہ دھندے کا نتیجہ یہ ہے کہ مسجدیں مہجور، قرآن مہجور شیطان مسرور اور اسلام زخموں سے چُور ہے۔ یہ سب غیروں کی جانب سے نہیں ہوا بلکہ اپنوں ہی کا کیا دھرا ہے۔ مسلمانوں کا اسلامی تشخص ختم کیا جا رہا ہے۔ فحاشی و عیاشی اور بدمعاشی کو حکومتی سرپرستی میں فروغ دیا جا رہا ہے۔ آزادیٔ نسواں کے نام پر خباثت اور سفلہ پن کو رواج دیا جا رہا ہے۔ دینی، اخلاقی اور قومی اقدار و افکار کو پامال کیا جا رہا

ہے۔ اس موقعہ پر حضرت شاہ جی نے جشن ڈیرہ کے موقع پر ہونے والے رقص و سرود اور لہو و لعب کے غیر اسلامی فعل پر حاضرین سے ہاتھ کھڑے کرا کے وعدہ لیا کہ وہ اس کے خلاف عملی مزاحمت کریں گے"

احرار کے پروگرام کے متعلق کارکنوں کی ایک تربیتی نشست سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ

"مجلس احرار اسلام اسی ضابطہ حیات پر یقین رکھتی ہے جو محمد کریم علیہ الوہ التحیۃ والتسلیم نے پیش کیا۔ اور صحابہ کرام نے اس کی اشاعت و تبلیغ کی۔ احرار کسی لادین اور انسانوں کے وضع کردہ نظامِ حیات کو نہیں مانتے۔ اور ایسے حالات میں جبکہ ہر طرف کفر کا دور دورہ ہے۔ صحابہ کرام کا ہی عمل ہے جو ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔

احرار کے پروگرام میں عوام الناس کے دینی شعور کو بیدار کرنے اور انہیں اسلامی انقلاب کے لئے آمادہ و طیار کرنے کے لئے صحابہ کا اسوہ موجود ہے۔ جو تبلیغ اور جہاد سے مرصع ہے۔ ہمارے پروگرام میں دفاعِ صحابہ و اہلبیت کرام، عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اور تردید و استیصال مرزائیت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ ہر طرح کے طاغوتی نظام ہائے حیات اور باطل فرقوں کا علمی و عملی محاسبہ کر کے اقامتِ دین اور نفاذِ شریعت کا فریضہ اداء کرنا ہمارا مطلوب و مقصود اور مطمحِ نظر ہے۔

(بقیہ از ص ۵۳)

مسلمان اپنی ذات کو برقرار رکھتے ہوئے ذات مطلق کا مشاہدہ کرنا چاہتا ہے۔

جب کائنات میں تنظیمی اعتبار سے وحدت پیدا ہو جاتی ہے تو یہ بھی گویا توحید باری تعالی پر دال ہے۔ انہوں نے کلامِ اقبال سے استشہاد کرتے ہوئے اقبال اور عقیدہ توحید پر مفصل روشنی ڈالی۔ آخر میں مہمانِ خصوصی جناب پروفیسر مرزا محمد منور نے اپنے خطاب میں ملک رب نواز ایڈوکیٹ کی تقریر کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ واقعی یہ علامہ اقبال بڑا کارنامہ ہے اس لئے انہوں نے مسلمانوں کو قادیانیت کے مذموم عزائم سے بروقت آگاہ کیا۔

انہوں نے کہا کہ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ قادیانیوں نے اپنی غیر مسلم اقلیت کی حیثیت کو تسلیم نہیں کیا اور آج انتقاماً پاکستان کے خلاف یہود و ہنود کے ساتھ مل کر سازشوں میں مصروف ہیں اور بہت سے لوگ ان کی اس سازش کا شکار ہو چکے ہیں انہوں نے کہا ان کی تمام تر ریشہ دوانیوں کے باوجود پاکستان قائم رہنے کے لئے وجود میں آیا ہے۔ اور انشاء اللہ قائم رہے گا۔ ہم اپنے قول و عمل سے ان کے مذموم ارادوں کو ناکام بنادیں گے۔ آخر میں پروفیسر خالد شبیر سیکرٹری مجلس اقبال نے کہا کہ یہ تقریب جہاں اقبال کی یاد کو تازہ کرنے کا ذریعہ بنی وہاں مقررین کی تقاریر نے اہلِ وطن کو ایک لمحہ فکریہ بھی مہیا کیا ہے۔ ہم موجودہ حالات سے ہرگز مایوس نہیں ہیں البتہ پریشان ضرور ہیں کیونکہ یہ ایک فطری امر ہے ہم عہد کرتے ہیں کہ ملت اسلامیہ متحد ہو کر اس فتنے کا مقابلہ کرے گی۔ آخر میں مولانا شریف احسن نے ایک سامع کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ ہمارا مفکر اقبال ہے۔ جاوید اقبال نہیں مولانا کی دعا کے ساتھ اجلاس اختتام پزیر ہوا۔

مجلس احرار اسلام کی رکنیت سازی مہم

مقامی مجالس کے انتخابات فوراً مکمل کر کے مرکز کو ارسال کریں۔

مجلس احرار اسلام کے تمام اراکین و معاونین اور ماتحت شاخوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ مجلس کی رکنیت سازی کی مہم گزشتہ چار ماہ سے جاری ہے۔ تمام ماتحت مجالس ۳۱ دسمبر ۱۹۹۴ء تک نئی رکنیت سازی اور مقامی انتخابات مکمل کر کے مرکزی دفتر ارسال کریں۔ فارم رکنیت اور دستور جماعت کی کاپیاں مطلوب ہوں تو مرکزی دفتر دار بنی ہاشم ملتان سے طلب فرمائیں۔ ذیل میں چند انتخابات شائع کئے جا رہے ہیں۔ آئندہ شماروں میں بھی موصول ہونے والے انتخابات شائع کئے جائیں گے۔ (مرکزی ناظم نشر و اشاعت)

انتخاب مجلس احرار اسلام مرید کے

مجلس احرار اسلام مرید کے ضلع شیخوپورہ کے اراکین کا انتخابی اجلاس ۴ نومبر کو تارڑ ہاؤس میں منعقد ہوا۔ قاری محمد ابراہیم صاحب نے صدارت کی، معاویہ ساجد کی تلاوت قرآن کریم سے اجلاس کا آغاز ہوا۔ اور متفقہ طور پر درج ذیل عہدیدار منتخب کئے گئے۔

صدر: عبدالغفار پاشا۔ نائب صدر: خالد محمود تارڑ

ناظم: غلام مصطفیٰ باسط نائب ناظم: حکیم محمد صدیق تارڑ۔ ناظم نشر و اشاعت: قاری محمد ابراہیم ملتانی

مرکزی نمائندہ: حکیم محمد صدیق تارڑ۔

ارکان شوریٰ: حکیم محمد صدیق تارڑ صاحب۔ عبدالغفار پاشا، خالد محمود تارڑ، قاری محمد ابراہیم ملتانی، غلام مصطفیٰ باسط، محمد انیس مجاہد، شیخ محمد جاوید، محمد اقبال کھوکھر، مستری عبدالمجید مغل، مستری محمد اقبال مغل، فضل محمود صاحب۔

انتخاب مجلس احرار اسلام ربوہ ضلع جھنگ

مجلس احرار اسلام ربوہ کے اراکین کا انتخابی اجلاس حکیم تنویر احمد شاہد صاحب کی زیر صدارت ۱۸ نومبر کو مسجد احرار میں منعقد ہوا جسمیں متفقہ طور پر درج ذیل عہدیداروں کا انتخاب عمل میں آیا۔

سرپرست: جناب میاں محمد یوسف صاحب صدر: مولانا محمد مغیرہ (خطیب مسجد احرار ربوہ)

نائب صدر: ماسٹر محمد اسلم ناظم: محمد اظہر شاد ناظم نشر و اشاعت: حافظ محمد علی

ارکان مجلس شوریٰ: میاں محمد یوسف، مولانا محمد مغیرہ، حافظ محمد علی، ماسٹر محمد اسلم، محمد اظہر شاد، احمد علی، محمد ثقلین، انور علی، محمد منظور، محمد بوٹا، محمد رضوان، بشارت علی،

مرکزی نمائندہ: مولانا محمد مغیرہ اجلاس حافظ محمد علی صاحب کی دعاء کے ساتھ اختتام پزیر ہوا۔

(بقیہ از ص ۴۸)

کمانڈر مولانا ہدایت اللہ (محاذ تاجکستان) مولانا اللہ وسایا قاسم (مرکزی نائب ناظم) مولانا عبدالرحمن، مولانا ابو حنیفہ (امیر حرکت، صوبہ سرحد) مولانا مطیع الرحمن (استاد ٹریننگ سنٹر) مولانا محمد اویس خان (مرکزی نائب امیر جموں و کشمیر) اور قاری عبدالقادر (امیر ملتان ڈویژن)

مجلس اقبال کے زیرِ اہتمام فیصل آباد میں یومِ اقبال

قادیانی صیہونی لابی کے ساتھ مل کر پاکستان کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں۔

(مرزا محمد منور)

قادیانی غیر مسلم اقلیت کی حیثیت سے پاکستان میں رہنے کے لئے تیار نہیں

(ملک ربنواز ایڈوکیٹ)

۱۹ نومبر ۱۹۹۴ء کو جناح ہال (ڈسکرکٹ کونسل ہال) میں مجلس اقبال فیصل آباد کے زیر اہتمام ایک پروقار تقریب منعقد کی گئی۔ جس کی صدارت پروفیسر افتخار احمد چشتی نے کی، نقابت کے فرائض پروفیسر خالد شبیر احمد سیکرٹری مجلس اقبال فیصل آباد نے سرانجام دیئے۔ مہمانِ خصوصی جناب پروفیسر مرزا محمد منور تھے۔ مقررین میں مہمانِ خصوصی کے علاوہ ملک رب نواز ایڈووکیٹ بھی شامل تھے جبکہ پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی نے اقبال اور عقیدہ توحید کے عنوان سے ایک پر مغز مقالہ پڑھا۔ منظوم خراجِ عقیدت پیش کرنے والوں میں جناب مسرور بدایونی طالب جالندھری اور عارف رضا شامل تھے۔

ملک رب نواز ایڈووکیٹ نے اپنی تقریر میں کہا کہ علامہ اقبال کے جہاں ملت اسلامیہ پر اور بہت سے احسانات ہیں۔ وہاں ایک احسان یہ بھی ہے کہ انہوں نے قادیانیت کی سازش کو بروقت بے نقاب کیا۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور دیگر احرار رہنماؤں کی تحریک پر کشمیر کمیٹی کی رکنیت سے اس لئے مستعفی ہو گئے کہ قادیانی اس کمیٹی کی آڑ میں کشمیر میں اپنے مزموم عقائد کی تبلیغ کر رہے تھے اور کشمیر کو قادیانی ریاست بنانا چاہتے تھے۔ اقبال کے تصور کے مطابق جب ایک اسلامی نظریاتی ریاست پاکستان کے نام سے معرض وجود میں آ گئی تو قادیانی اسکے درپے آزار ہو گئے انہوں نے یہاں بھی ایک قادیانی ریاست کا خواب دیکھا امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی قیادت میں چلنے والی تحریک ختم نبوت (۱۹۵۳ء) نے ان کا یہ خواب بھی چکنا چور کر دیا تو وہ یہودی لابی کی قیادت میں پاکستان کے خلاف ہو گئے اور سازش کرنے لگے۔ پاکستان کے موجودہ حالات انہیں سازشوں کا نتیجہ ہیں لیکن انشاء اللہ وہ اپنے ناپاک عزائم میں ہر گز کامیاب نہ ہو سکیں گے، جناب ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی نے اقبال اور عقیدہ توحید کے عنوان سے اپنا مقالہ پیش کیا انہوں نے اقبال کے تصور خودی کو عقیدہ توحید کی روشنی میں پیش کرتے ہوئے کہا کہ فرد کی یکتائی توحید الٰہی کی مظہر ہے۔ علامہ کے نزدیک

(بقیہ ص ۵۱ پر)

کچھ علاج اس کا بھی.........اے چارہ گراں!

محترم عبدالواحد بیگ

گزشتہ دنوں ایک دوست کے ہمراہ ضلع کچہری کی سیر کرنے کا اتفاق ہوا۔ دفتر خزانہ جہاں سے لائسنس دار اسٹام فروش حسب ضرورت اسٹام خرید کرتے ہیں انہیں سرکاری مالیت سے زائد ادائیگی کرنا پڑتی ہے۔ جو کم و بیش -/۵۰ روپے فی ہزار ہو سکتی ہے۔

اسٹام فروش کا محنتانہ لکھائی اور تکمیل رجسٹری کے تمام مراحل -/۵۰۰ روپے میں طے ہوتے ہیں۔ میونسپل ٹیکس دو ہزار پر متعلقہ کلرک -/۲۰۰ روپے وصول کرتے ہیں۔ دستاویزات کی رجسٹریشن فیس معہ نذرانہ افسران کم و بیش -/۹۰۰ روپے تک ہو جاتی ہے۔ عملہ رجسٹریشن کا نذرانہ -/۵۰ روپے اور تصدیق نمبردار کی خدمت رعایتی -/۵۰ روپے اور دستاویزات پر مہر لگوائی -/۵۰ روپے اور سب سے آخری مٹھائی چپڑاسی کے لئے -/۱۰ روپے ادا کرنا پڑتی ہے۔ ایکسائز اور ٹیکسیشن سے P-T-I نقل درخواست فارم ٹکٹ -/۵ روپے اور اندراجات لکھوائی وغیرہ -/۱۰ روپے لاگت آتی ہے۔ مندرجہ صورت حال میں قہر برجانِ درویش مجبوراً برداشت کئے جاتے ہیں۔ گھر پر سستا انصاف پہنچانے والے حکمرانوں کے لئے قابل غور مقام ہے۔ خصوصاً ضلعی انتظامیہ اور متعلقہ نگران ذمہ داران کے وقار کو سخت مجروح کیا جا رہا ہے۔ رشوت کے بازار میں ملوث ہر کارکن ذاتی طور پر دانستہ یا نادانستہ خاصا جہنم کا ایندھن گھر لے جاتا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طور پر نہ کھاؤ اور حکام تک بطور رشوت نہ پہنچاؤ۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں دوزخی ہیں۔ حضرت عمر فاروق اعظمؓ کا قول ہے کہ جب حلال اور حرام جمع ہوں تو حرام غالب آتا ہے۔ اگرچہ تھوڑا سا ہی ہو حکیم الامت علامہ اقبال کا مشہور شعر ہے۔

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

الغرض رشوت شرعاً حرام اخلاقاً ظلم اور قانوناً جرم ہے۔ مگر ہمارا معاشرہ------!

مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر۔

کا مصداق ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔!

فاعتبروا یا اولی الابصار

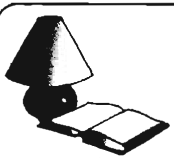

حسنِ انتقاد

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے۔

سید محمد ذوالکفل بخاری۔

اہل بیت رسول کون؟

مؤلف: پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی، ناشر: قاضی چن پیر الہاشمی اکیڈمی، مرکزی جامع مسجد حویلیاں۔ ہزارہ، ضخامت: ۳۶۸ صفحات/کتاب، طباعت: عمدہ اور معیاری/قیمت: ۷۵ روپے (انتہائی مناسب)

اس کتاب کے سرورق پر ایک چھوٹی سی سطر، کچھ غیر نمایاں، کچھ دبی ہوئی اور کچھ بھنچے ہوئے انداز کتابت کے ساتھ چھپی ہے۔ حق تو یہ ہے کہ یہ ایک سطر کتاب کے لئے تعارف ہی نہیں "تبصرے" کا کام بھی دے رہی ہے۔ لکھا ہے کہ .... "ایک منفرد تاریخی، علمی اور تحقیقی شاہکار!" .... آج جبکہ تاریخ، علم اور تحقیق سے انصاف کرنے والے لوگوں کا دور گویا لد چکا ہے۔ اور پروپیگنڈہ کی "چمک" کا شکار ہونے والے خیرہ چشموں کی تعداد روزافزوں ہے، کوئی کتاب محنت، لگن، اخلاص اور دیانت سے لکھی جائے تو یہ غنیمت نہیں بسا غنیمت ہے۔ اور ایسی کتاب کہیں دکھائی دی جائے بلکہ "نظر نواز" ہو تو یوں لگتا ہے .... "جیسے ویرانے میں چپکے سے بہار آجائے، جیسے صحراؤں میں ہولے سے چلے بادِ نسیم، جیسے بیمار کو بے وجہ قرار آجائے، محترم قاضی محمد طاہر علی الہاشمی........... ایک کالج میں پروفیسر ہیں، ایک مسجد میں خطیب ہیں، ایک سے زائد کتب کے مؤلف ہیں۔ بیک وقت مؤرخ، معلم اور محقق ہیں۔ ہر جگہ کامیاب، ہر جگہ ارجمند! زیر نظر کتاب کی کہانی آپ انہی کی زبانی سنیے............

"آل رسول، آلِ محمد ﷺ، اہلبیت رسول، عترتِ رسول، آل کساء، آل عبا، پنج تن پاک اور سادات کی اصطلاحات کثیر الاستعمال ہیں۔ ان ترکیبات نے اسلامی معاشرہ میں ایک خاص مفہوم اختیار کر لیا ہے جس سے مراد بالعموم حضرت علیؓ، سیدہ فاطمہؓ اور ان کے دو صاحبزادے حضرات حسنینؓ کے لئے جاتے ہیں۔ بعد میں اسی مفہوم میں وسعت پیدا کر کے حضرت حسنینؓ کی تمام اولاد ذکور پر ان اصطلاحات کا استعمال ہونے لگا ہے۔ اس مفہوم سے سیدہ فاطمہؓ کی صاحبزادیوں........ سیدہ ام کلثومؓ اور سیدہ زینبؓ (جن کے نکاح بالترتیب سیدنا عمرؓ اور سیدنا عبداللہ بن جعفرؓ کے ساتھ ہوئے تھے) کی اولاد اور وہ تمام سیدات جن کے نکاح غیر سادات کے ساتھ ہوئے، ان کی اولاد کو خارج کر دیا گیا۔

"دشمنانِ اسلام کی ریشہ دوانیوں، سازشوں اور مسلسل پروپیگنڈے کے زور سے ازواج مطہراتؓ کو بھی

آل رسول، اہلبیت رسول اور عترت رسول کے مفہوم سے خارج کر دیا گیا۔ ستم بالائے ستم (یہ کہ) اہلسنت کی عظیم اکثریت نے بھی لاشعوری طور پر اس زہریلے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر مذکورہ اصطلاحات کو صرف حضرت علی کی فاطمی اولاد کے لئے مختص کر دیا۔ جبکہ قرآن، حدیث اور لغت کی رو سے ازواج مطہرات کو کسی طرح بھی خارج قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اور وہ ان اصطلاحات کی اولین مصداق ہیں"

ہاشمی صاحب نے اسی روانی، سلاست اور متانت کے ساتھ پوری کتاب میں حقائق کو الم نشرح کیا ہے۔ انہوں نے تفسیر، لغت، حدیث، سیرت، عقائد و اسماء الرجال، فقہ اور سیر الصحابہ کے حوالہ سے تقریباً ایک سو کتاب کھنگالنے کے بعد قلم اٹھایا تو ایک ایک ابہام کو ختم کرتے، اشکال کو رفع کرتے، الجھن کو سلجھاتے اور اپنے مؤقف کو محکم کرتے چلے گئے۔ ان کا طرزِ فکر، طرزِ تحقیق، طرزِ استدلال اور طرزِ تحریر............. سبھی راستی اور راست روی سے عبارت ہیں۔ نتیجتہً انہیں سبائیوں کی تلبیسات، بریلویوں کے تضادات اور دیوبندیوں کے تسامحات پر گرفت کرنے میں کوئی سی دشواری پیش نہیں آتی۔ اصلاح عقائد، بہت نازک مگر بہت اہم کام ہے اور یہ بات باعث مسرت ہی نہیں قابل رشک بھی ہے کہ ہمارے ممدوح مؤلف نے اہل بیت رسول جیسے اہم عنوان پر اصول و عقائد کی بنیاد پر جو گفتگو کی ہے، اس میں مسلمات اور مسلمہ تصریحات کو کمال عمدگی سے بے غبار کیا ہے۔

کتاب کا مقدمہ مولانا محمد سعید الرحمن علوی رحمتہ اللہ علیہ کے قلم سے ہے اور یہ شاید ان کی آخری علمی تحریر ہے۔ (۱) آہ یہ اسلوب اب کہیں دیکھنے کو نہ ملے گا............ اک دھوپ تھی کہ ساتھ گئی آفتاب کے! یہ کتاب ہر اعتبار سے یادگار ہے اور ہر لحاظ سے شاہکار!

قادیانیت ہماری نظر میں

ترتیب و تحقیق: محمد متین خالد / ضخامت: ۷۴۸ صفحات / کتابت، طباعت: عمدہ / قیمت: ۲۰۰ روپے۔ (بہت مناسب)

ملنے کا پتہ: مکتبہ سید احمد شہید، ۱۶ الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

یہ کتاب مشاہیر کی آراء کا مجموعہ ہے۔ ادیب، سیاست دان، صحافی، وکیل، دانشور، شاعر، عالم دین، شیخ طریقت، حکمران طالب علم، رکن عدلیہ ــ ــ ــ غرضیکہ چودہ سو سے زائد مشاہیر کی جملہ اقسام اس کتاب میں آپ کو فتنہ قادیانیت کے خلاف صف آراء نظر آئیں گی۔ فاضل مرتب نے نہایت عرق ریزی اور جانفشانی سے ملکی و غیر ملکی شخصیات کی قادیانیت کی خلاف تحریریں اور بیانات جس طرح مرتب کئے ہیں۔ اس پر وہ بلا شبہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔

کتاب کی خوبی یہ ہے کہ اس میں ملکی و غیر ملکی ذرائع ابلاغ، مختلف شعبہ ہائے زندگی کے مقتدر

(۱) وفات ۲۰ اکتوبر ۱۹۹۴ء

اداروں، ملکی و غیر ملکی اسمبلیوں، پاک ہند کے سربرا آوردہ علماء اور اداروں کے فتاویٰ غرض جس نے قادیانیت کے خلاف جو کچھ کہا اور لکھا وہ اس کتاب میں شامل ہے۔ اگرچہ بعض شخصیات اور اداروں کی کارکردگی اس میں شامل نہ ہو سکی۔ (شاید مرتب کو وہ معلومات دستیاب نہ ہو سکیں) تاہم یہ کتاب ایک انسائیکلوپیڈیا ہے۔

"روشن خیال" اور "ترقی پسند" حلقے آج تک یہی کہتے چلے آ رہے ہیں کہ یہ مسئلہ "احراریوں" اور مولویوں کا پیدا کردہ ہے۔ لیکن اس کتاب کو پڑھنے کے بعد یہ بات الم نشرح ہو جاتی ہے کہ مسلمانوں کے تمام طبقات نے قادیانیت کو باطل قرار دیا ہے۔ حتیٰ کہ غیر مسلموں کی رائے بھی ان کے بارے میں حقیقت پسندانہ ہے۔

کتاب، دلچسپ، سلیس، معلومات افزاء اور لائقِ مطالعہ ہے۔ قادیانیت کے محاذ پر کام کرنے والے ہر دینی کارکن کے پاس اس کا ہونا ضروری ہے۔

قادیانیت کے خلاف اعلیٰ عدالتوں کے تاریخی فیصلے

مرتب: فیاض اختر ملک

صفحات: ۵۶۰۸ قیمت = /۱۵۰ روپے

کتابت طباعت عمدہ

ملنے کا پتہ: مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان۔

جناب فیاض اختر ملک جذبہ عشقِ رسول ﷺ سے سرشار ایک دردمند مسلمان ہیں۔ اس کا ثبوت ان کی مرتبہ یہ کتاب ہے۔ جس میں پاکستان کی اعلیٰ عدالتوں کے دس اہم فیصلے شامل ہیں۔

لاہور ہائی کورٹ کے پانچ اہم فیصلے ۱۹۸۱، ۱۹۸۲ء، ۱۹۸۷، ۱۹۹۱، ۱۹۹۲ وفاقی شرعی عدالت کے دو فیصلے ۱۹۸۴، ۱۹۹۱، سپریم کورٹ شریعت اپیل بنچ ۱۹۸۸ اور سپریم کورٹ آف پاکستان ۱۹۹۳ کے اہم ترین تاریخی فیصلے اس کتاب کا حصہ ہیں۔

ان فیصلوں میں یہ بات نکھر کر سامنے آتی ہے کہ قادیانی کہیں بھی چلے جائیں وہ اپنے موقف کو حق ثابت نہیں کر سکتے۔ قادیانیوں کو اعلیٰ عدالتوں میں یہ حق دیا گیا کہ وہ اپنے موقف کو آزادانہ بیان کریں۔ مگر وہ اپنے موقف کو سچ ثابت کرنے میں بری طرح ناکام رہے اور عدالتی تاریخ میں مرزائیوں کو زبردست ذلت اٹھانا پڑی ہے۔

سوائے آنجہانی جسٹس منیر کے انکوائری کمیشن ۱۹۵۳ء کے وہ بھی اس لئے کہ جسٹس منیر ایک جانبدار اور کٹر مرزائی جج تھے۔ انہوں نے اس مسئلہ "احرار احمدی نزاع" قرار دیا جبکہ منیر کے بعد آج تک کسی

(بقیہ صـ۶۲ـ پر)

Book Review Ahmadia Movement: British - Jewish Connections by Bashir Ahmad Price Rs. 200/-, published by Islamic Study Forum, Rawalpindi.

AHMADIYA MOVEMENT BRITISH - JEWISH NEXUS

By: M. Rafiq Akhtar

The study under review is a pioneer work to expose the political character of Ahmadiya Movement and its secret relations with British imperialism and zionism. Now this is an open secret that Qadianis were planted by the British in Indian soil and the fake prophecy enjoyed patronage of the British Government. Mirza Ghulam Ahmad, the founder of the cult, pledged his loyality and prayed for the eternal rule of the British in India. The followers of new sect always rejoiced on tragedies and felt sad over the moments of joy for the muslims. Even when the muslims of the sub-continent were protesting against the British aggression against ottomen empire, the Ahmadiya sect celebrated the occasion of British victory over the Truks and there were illuminations in Qadian, the Indian Punjab town where the Ahmadiya Movement's birth took place.

The coflict between the Muslims and Ahmadis had existed since the origin of the sect in the late nineteenth century but so far it had been confined to the ***"Fatwas"*** and counter accusations. The leaders of Majlis Ahrar-e-Islam for the first time brought the issue to the public platform and they succeeded to turn the wrath of Punjabi Muslims against the Ahmadiya sect. Much literature was produced by various religious groups to expose the religious beliefs of the new sect after 1933. Ch. Afzal Haq declared the Ahmadiya movement as more political than religious and exposed its secret relations with the British imperialism. But the need for an elaborated research was being felt to expose the links of Qadinais with the Jewish agencies.

This well documented research study of about 650 pages by an eminent scholar Mr. Bashir Ahmed has unveiled the relations of Ahmadiya sect with the International Jewish Organizations. The study has also revealed the policy of the British Government in India, particularly designed to protect their interests for political gains by creating pseudo religious leaders. The learned author has also exposed the malicious designs of this sect in the name of Islam by tracing the political history since its origin in this book. The work also highlights the role of Qadiani sect in Pakistan movement and afterwards, especially as to why Qadianis presented their separate case before the Boundary Commission for which the district of Gurdaspur was acceded to India. The author maintains that after the creation of Pakistan, Qadianis termed the very act of partition of India as temporary and on the other hand they planned to infiltrate all important ministries including civil and armed forces.

It has also didclosed through this research that Syed Jamal-ud-Din Afghani and Mufti Abdu belonged to the freemasonary movement linked with secret Jewish agencies. Syed Jamal-ud-Din Afghani used this jewish institution for propagation of his political beliefs. The author has further disclosed the mysterious links of some other movements with Zionists appeared in Asia and Middle East in the name of Islamic revivalism such as Babism and Bahaism of Iran. The main credit at the part of the author is that he used the primary sources of Ahmadiya sect for the study and to derive his conclusions. This valuable study also offer a lot of food for thought even to the younger generation of the Ahmadiya sect.

ڈاکٹر حافظ محمد اجمل — ردِ عمل

صحافی اور عوام

میرا ایک صحافی دوست جسکی "قسمیہ" ہمدردیاں نواز شریف کے ساتھ ہیں، کل ملا تو اسکی کھسیانی ہنسی چھپائے نہ چھپ رہی تھی۔ میں نے پوچھا محترم اہل حق کے چہرے پر ہنسی کی یہ قسم کیوں؟

بولا۔ بس یونہی اپنی بے بسی کو عوام سے چھپانے کی کوشش کر رہا ہوں۔

میں نے کہا۔ یہ نوبت کیونکر آئی؟

بولا میری رگوں میں ایک خالص مولوی کا خون دوڑ رہا ہے اور مشکل یہ آن پڑی ہے کہ میں ایک ایسے لیڈر کی قصیدہ خوانی کی قسم کھا چکا ہوں جو وعدہ کرتا ہے تو مکر جاتا ہے۔ جھگڑا کرتا ہے تو گالی دیتا ہے اور اختیارات مل جائیں تو ان میں خیانت کرتا اور انکار ناجائز استعمال کرتا ہے۔ اور میری ڈیوٹی لگاتا ہے کہ تم ان مولویوں کی خبر لیتے رہا کرو مگر جب بھی میں مولویوں کے بارے میں کچھ لکھتا ہوں تو میری "حقانیت" اور "قاسمیت" میں جنگ شروع ہو جاتی ہے اور حقانیت جب اس جنگ میں غالب آنے لگتی ہے تو قاسمیت چہرے پر آ کے مسکرانے لگتی ہے مثلاً جب میں "نمازی اور امام" والا کالم لکھ رہا تھا تو!

قاسمیت! دیکھو قاضی کیا کر رہا ہے۔ سنو! فضل الرحمن کیا کہہ رہا ہے۔

دیکھو دیکھو یہ مولوی بے نظیر کی جھولی میں جا گرے

جو سودی نظام کی حامی ہے۔ عورت ہے وفحاشی اور عریانی کو فروغ دے رہی ہے۔ ڈھونڈو ان مولویوں کا اسلام اب کدھر گیا؟

حقانیت: ارے قاسمی یہ بی بی اسلام کو کیا جانتی ہے۔ اس نے کل ہی تو کہا تھا اللہ ظالم ہے جس نے ایسی وحشیانہ سزاؤں کا حکم دیا۔ انصاف پسند نہیں کہ عورت کی گواہی کو آدھا کہا ہے اور سود کو غلط کہا تو قطعاً نامناسب بات ہے۔ فحاشی اور عریانی سے منع کرنا تو بنیادی انسانی حقوق میں مداخلت ہے (نعوذ باللہ)

قاسمیت: دیکھو پھر بھی یہ مولوی بے نظیر کے حامی بنے ہوئے ہیں۔

حقانیت: مگر یہی بھٹکے ہوئے مولوی کل تیرے نواز شریف کے ساتھ تھے جو ہر جلسے اور میٹنگ میں وعدہ کرتا تھا کہ میں شریعت نافذ کروں گا مگر اسی نواز شریف نے جب حرمت سود کے خلاف اپیل دائر کر کے ان بھٹکے ہوئے مولویوں کو اور بھٹکا دیا تو وہ سیدھے بے نظیر کی جھولی میں جا گرے اور اب........ اے قاسمی! تو ان بھٹکے ہوئے مولویوں کو رگیدنے کی کوشش میں عوام الناس کو ان ہزاروں علماء حق سے بھی متنفر کرتا پھرتا ہے جن کی زندگیاں سرتاپا حق کی دعوت ہیں اور اگر آج تیرا باپ زندہ ہوتا تو یقیناً علماء کے اس گروہ میں شامل

(بقیہ صفحہ ۶۲ پر دیکھیں)

مسافرینِ آخرت

ابناءِ امیر شریعت کی حقیقی ممانی اور سید محمد یونس بخاری کی والدہ ماجدہ کی رحلت

حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری کی حقیقی ممانی اور سید محمد یونس بخاری کی والدہ ماجدہ ۳ دسمبر بروز ہفتہ ۱۲ بجے شب دل کا دورہ پڑنے سے گجرات میں انتقال فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی عمر ۷۳ برس تھی۔ مرحومہ انتہائی صالحہ، پابندِ صوم وصلواۃ، زاہدہ و عابدہ اور باہمت خاتون تھیں۔ انہوں نے بیوگی کے تیس برس جس ہمت سے سر کئے وہ عزم و حوصلہ کی روشن مثالیں ہیں۔ گزشتہ سال ان کے جواں سال بلکہ کڑیل جوان بیٹے سید محمد طیب بخاری کی وفات نے انہیں گھائل کر دیا تھا۔ لیکن خدا داد ہمت اور تعلق مع اللہ نے انہیں صبر کی دولت سے نوازا اور وہ پورے عزم کے ساتھ اپنے خاندان کی سرپرستی فرماتی رہیں۔ ان کی دعائیں یقیناً ہم سب کے لئے رحمتِ خداوندی کا مضبوط حصار تھیں۔ ان کی اچانک رحلت خاندانِ امیرِ شریعت کے لئے ایک بڑا حادثہ اور سانحہ ہے۔ اللہ تعالی ہمیں صبر عطاء فرمائے خصوصاً حضرت مخدومہ کے فرزند اکبر محترم سید محمد یونس بخاری، سید محمد اطہر بخاری اور ہمشیرگان کو اپنی رحمت سے صبر کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت مخدومہ مرحومہ کی مغفرت فرمائے، درجات بلند فرمائے اور حسنات قبول فرما کر حسنِ آخرت کا معاملہ فرمائے آمین۔

حضرت مولانا عتیق الرحمن رحمہ اللہ

جامعہ خیر المدارس ملتان کے سابق مدرس حضرت مولانا عتیق الرحمن صاحب گزشتہ ماہ ملتان میں انتقال فرما گئے۔ وہ ایک مشفق استاد، عالم با عمل، متبع سنت اور پابند شریعت انسان تھے۔ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ سے نسبت بیعت تھی۔ تقریباً تیس برس تک خیر المدارس میں حدیث وفقہ کی تدریس میں مصروف رہے۔ انتہائی کم گو اور شریف النفس تھے۔ اکثر روزہ کی حالت میں رہے۔ سبز عمامہ، دیسی کپڑے کا کرتا، تہبند، اور دیسی جوتی ان کی کل کائنات تھی۔ اتنا سادہ اور متقی انسان کہ انہیں دیکھ کر قرونِ اولی کے مسلمان یاد آجاتے۔ میرا پچیس برس کا مشاہدہ ہے کہ وہ کبھی کسی شخص سے نہیں الجھے، کسی کو ان کے وجود سے تکلیف نہیں پہنچی۔ وہ مولانا سید عطاء المحسن بخاری کے استاد بھی تھے۔

اللہ تعالی ان کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطاء فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر عطاء فرمائے۔ مولانا مرحوم کے فرزند برادرم محمد مجتبیٰ صاحب سے ہم اظہار تعزیت کرتے ہیں۔ اور ان کے غم میں شریک ہیں۔

برادرم محمد ارشد مرحوم (ناگڑیاں)

ناگڑیاں ضلع گجرات میں ہمارے قدیم مہربان، چودھری رحمت مرحوم کے جواں سال فرزند برادرم

محمد ارشد گزشتہ دنوں ریاض (سعودی عرب) میں انتقال کر گئے۔ عجیب اتفاق ہے کہ مرحوم کے دو بڑے بھائی محمد اعظم اور محمد اشرف مرحومین گزشتہ نو ماہ میں یکے بعد دیگرے انتقال کر گئے۔ تینوں بھائیوں کا سعودیہ میں ہی انتقال ہوا۔ برادرم محمد ارشد مرحوم نماز کی طیاری کر رہے تھے۔ وضو کیا اور خالق حقیقی سے جا ملے۔ مرحوم کی والدہ ماجدہ اور بھائی محمد افضل کے لئے یہ بہت بڑا حادثہ ہے۔ نو ماہ میں ایک ہی خاندان کے تین جوانوں کا جنازہ اٹھنا معمولی صدمہ نہیں برادرم محمد ارشد مرحوم کی میت کو ریاض سے ان کے آبائی گاؤں ناگڑیاں لایا گیا اور ایک جم غفیر نے ان کے جنازہ میں شرکت کر کے دعاء مغفرت کی۔ انہیں انکے مرحوم بھائیوں کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کی والدہ ماجدہ، بھائی محمد افضل اور خاندان کے تمام افراد کو صبر عطاء فرمائے۔ آمین۔

مولانا خلیل حامدی

دار العروبہ منصورہ کے سربراہ اور جماعتِ اسلامی کے رہنما مولانا خلیل حامدی گزشتہ دنوں ٹریفک کے ایک حادثہ میں انتقال فرما گئے۔ مرحوم معروف عالم دین اور نہایت باصلاحیت انسان تھے۔ مختلف زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ اور ان زبانوں میں اسلامی لٹریچر کو منتقل کرنا ان کا بڑا کارنامہ تھا۔ عربی زبان پر خاص عبور حاصل تھا۔ عرب دنیاء میں مولانا مودودی کو متعارف کرانے میں اصل کردار مولانا حامدی ہی تھے۔ جنہوں نے مودودی صاحب کی کتب کے عربی تراجم کئے۔ وہ خود بھی کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر کی نعمت سے نوازے آمین۔

میجر محمد صفدر صاحب کے والد ماجد کی رحلت

موضع گوٹریالہ ضلع گجرات میں ہمارے مہربان محترم میجر محمد صفدر صاحب کے والد ماجد گزشتہ دنوں انتقال فرما گئے۔

حافظ محمد اشرف صاحب (رحیم یار خان) کو صدمہ

مجلس احرار اسلام رحیم یار خان کے مخلص کارکن محترم حافظ محمد اشرف صاحب کی خالہ صاحبہ گزشتہ دنوں انتقال فرما گئیں۔

محترم حکیم خوشی محمد امرتسری کی رحلت:

نقیب ختم نبوت کے مستقل قاری اور ادارہ کے گمنام سرپرست محترم حکیم خوشی محمد امرتسری مرحوم گزشتہ ماہ لاہور میں قتل کر دیئے گئے۔ حالات و واقعات اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ انہیں حب صحابہ کے جرم میں سبائیوں اور رافضیوں نے شہید کیا ہے۔ قاتلوں کا کچھ سراغ نہیں ملا یہی سلوک پورے ملک میں

اہل سنت کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ حکیم صاحب کے درجات بلند کر کے اعلیٰ علیین میں جگہ عطاء فرمائے (آمین)

اراکین ادارہ تمام مرحومین کی مغفرت کے لئے دعا گو ہیں، تعزیت کرتے ہیں اور لواحقین کے غم میں شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر عطاء فرمائے۔ قارئین دعاء مغفرت اور ایصالِ ثواب کا خاص اہتمام فرمائیں۔

(بقیہ از صـ۵۷)

بھی عدالت کا فیصلہ ان کی تائید نہیں کرتا۔ جسٹس منیر کی انکوائری رپورٹ (بہ سلسلہ تحریکِ تحفظِ ختم نبوت ۱۹۵۳ء) اسلام کے خلاف مغالطات اور خرافات کا مجموعہ ہے۔

خود زیر تبصرہ کتاب میں شامل اعلیٰ عدالتوں کے دس تاریخی فیصلے جسٹس منیر کے جانبدارانہ موقف کی دستاویزی تردید ہیں۔ ہمارے ملک کے طبقہ وکلاء، ججز، قانون کے طالب علموں، اسمبلی کے ممبران اور تاریخ و مذہب کے مطالعہ کا ذوق رکھنے والے اس کتاب کو ضرور پڑھیں۔ کتاب میں شامل فیصلوں کے مطالعہ سے قادیانی عقائد و خیالات اور افکار ابھر کر سامنے آتے ہیں۔ جبکہ مسلمانوں نے جس محنت و جانفشانی اور دلائل و براہین سے قادیانیت کی تردید کی ہے وہ خاصے کی چیز ہیں۔ فاضل مرتب اس شاندار علمی خدمت پر خراجِ تحسین کے حق دار ہیں۔

فاضل مرتب اگر چھوٹی عدالتوں کے فیصلے بھی مرتب کر کے اسی انداز میں شائع کریں تو بلاشبہ یہ بھی علمی، تاریخی اور دینی خدمت ہو گی۔

(بقیہ از صـ۵۹)

ہوتا جو کل بھی اور آج بھی امت کو منکر بے نظیر اور منافق نواز شریف کے دلفریب نعروں اور جھوٹے وعدوں سے بچانے میں ہمہ تن مصروف ہے۔

قاسمیت: شیت!۔ (اپنے منہ پر انگلی کھڑی کر کے) یہ مولوی بول رہا ہے سر جھٹکو اور ہنسو!

عوام! یہ ہنس رہا ہے؟

اعلان

"جمہوریت ایک ناکام ترین نظام"

کے انعامی مقابلے میں شرکت کے لئے ہمیں بہت سے مضامین موصول ہوئے۔ نقیب کے امیر شریعت نمبر کی مصروفیت کی وجہ سے اس مقابلہ کے نتائج کا اعلان اس مرتبہ نہیں ہوسکا۔ انشاء اللہ جنوری کے شمارہ میں نتائج کا اعلان کیا جائیگا۔ (ادارہ)

دسمبر کا غروب

یہ وداعِ سال کا منظر یہ میلا جھٹپٹا
زیرِ لب نوحہ سرا ہیں شام کی خاموشیاں
ایک رنگِ حزن میں
ڈوبی ہے ساری کائنات
برفِ شب کے ہلکے ہلکے خوف سے
ٹہنیوں میں میٹھی چہکاریں ہیں افسردہ خموش
اور خلائے بیکراں کی وسعتوں کا رہ نورد
آفتابِ زرد
گردش سے ہے واماندہ نڈھال
جس کے خوں کو ڈس گئی ہے
زردیٔ زہرِ زوال
چپکے چپکے لحدِ مغرب میں اُتر جانے کو ہے
اے رفیقِ شامِ صحرا اے نگارِ آرزو
یہ زمستاں کی ہوائیں یہ دسمبر کا غروب
سانحہ سا بن گئے کیوں دیدہ ودل کے لئے
دل میں جاگ اٹھا ہے کیوں موہوم سا دردِ فراق
کیا وداع ہوتا ہے تقدیر جہانِ آب و گل
کیا کوئی شے چند لمحوں میں جدا ہو جائے گی
تا ابد جو پھر نہ واپس آئے گی
جانے والے سال کی اے آخری شام، الوداع

پروفیسر تاثیر وجدان

*

انسٹنٹ

جوھرجوشاندہ

فلو، نزلہ، زکام اور گلے کی سوزش کے لیے مفید

صدیوں سے آزمودہ **جوشاندہ** اب فوری حل ہونے والے انسٹنٹ **جوھرجوشاندہ** کی شکل میں۔

خاندان کے ہر فرد کے لیے مفید **جوھرجوشاندہ** فلو، نزلہ، زکام کی علامات میں آرام پہنچاتا ہے۔

موسمی اثرات سے محفوظ رہنے کے لیے **جوھرجوشاندہ** احتیاطی تدبیر کے طور پر استعمال کریں۔

ترکیب استعمال: ایک کپ گرم پانی یا چائے میں ایک پیکٹ **جوھرجوشاندہ** ملائیں اور جوشاندہ تیار
دن میں دو یا تین پیکٹ **جوھرجوشاندہ** استعمال کریں۔

قرشی

تحقیق کی روایت
معیار کی ضمانت

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان کا

امیرِ شریعت نمبر

حصہ دوم

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت! دسمبر ۱۹۹۲ء میں حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے صد سالہ یومِ ولادت کے موقع پر امیرِ شریعت نمبر (حصہ اول) کی ایک ضخیم اشاعت آپ کی خدمت میں پیش کر چکا ہے۔

الحمد للہ! ہماری اس کاوش کی ملک بھر میں زبر دست پذیرائی ہوئی اور اہلِ علم و دانش نے خراجِ تحسین پیش کر کے ہماری بے پناہ حوصلہ افزائی کی۔

ہماری خواہش ہے کہ حضرت امیرِ شریعت کی شخصیت کے حوالے سے آج تک جو کچھ لکھا گیا ہے اس بکھرے ہوئے مواد کو یکجا کر دیا جائے۔ چنانچہ یہ تمام مواد تقریباً پانچ اشاعتوں میں مکمل ہو گا۔

- حصہ دوم، صفحات ۵۰۰، طباعت کے لئے طیار ہے۔
- مگر اشاعت کے مصارف معدوم ہونے کی وجہ سے اب تک شائع نہ ہو سکا۔
- اس اہم نمبر کی اشاعت میں آپ ہمارا ہاتھ بٹائیں۔
- اصل قیمت۔/۳۰۰ روپے ہے۔
- آپ۔/۲۰۰ روپے پیشگی جمع کرا کر رعایتی قیمت میں حاصل کر سکتے ہیں۔
- یہ تاریخی نمبر ان شاء اللہ **جنوری ۱۹۹۵ء** میں قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔
- رفقاءِ امیرِ شریعت اور قدیم احرار کارکنوں سے درخواست ہے کہ وہ حصہ سوم کے لئے غیر مطبوعہ یا مطبوعہ مضامین، احرار سے متعلق اخبارات و جرائد، اکابرِ احرار کے خطوط، تاریخی تصاویر یا دیگر دستاویزی ریکارڈ اگر رکھتے ہوں تو اصل یا فوٹو سٹیٹ ادارہ کو ارسال کر کے اس کارِ خیر میں اپنا حصہ ڈالیں۔
- امانتاً ارسال کیا جانے والا مواد پندرہ یوم کے اندر واپس کر دیا جائے گا۔ فوٹو سٹیٹ اور ڈاک کے مصارف ادارہ برداشت کرے گا۔

سید محمد کفیل بخاری، مدیر مسئول ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت،
دار بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان۔ فون: ۵۱۱۹۶۱

MONTHLY PH : 511961

NAQEEB - E - KHATM - E - NUBUWWAT

Regd No. L - 8755 MULTAN

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

أَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

جامع مسجد ختم نبوت

دار بنی ہاشم — مہربان کالونی — ملتان

زیر اہتمام: تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) عالمی مجلس احرار اسلام پاکستان

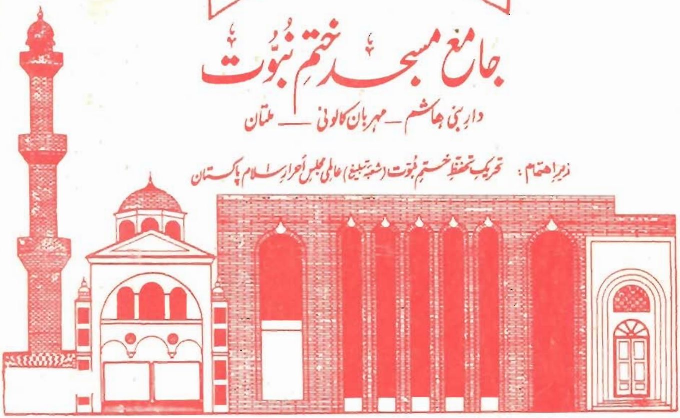

مسجد تکمیل کے مراحل میں ہے، دیواروں کے پلستر اور فرش کی تنصیب، بجلی کی فٹنگ دروازوں اور کھڑکیوں کی تنصیب کا کام باقی ہے۔ اس وقت تعاون کی اشد ضرورت ہے۔ نقد و سامان تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون کا ہاتھ بڑھائیں۔ اور اللہ سے اجر پائیں۔

ترسیل زر کے لئے

بذریعہ بنک ڈرافٹ، چیک

بنام ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری

اکاؤنٹ نمبر: ۲۹۹۳۲، حبیب بنک حسین آگاہی ملتان۔